عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

۴

۲۴ تا ۳۰ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ بمطابق ۲۳ تا ۲۹ جون ۱۹۹۵ء

ہمارا کلمہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

امام ابو حنیفہؒ

اسلام اخلاق سے پھیلا یا تلوار سے؟

عصر حاضر حدیث کی روشنی میں

ایسے پروانے کہاں ہونگے؟

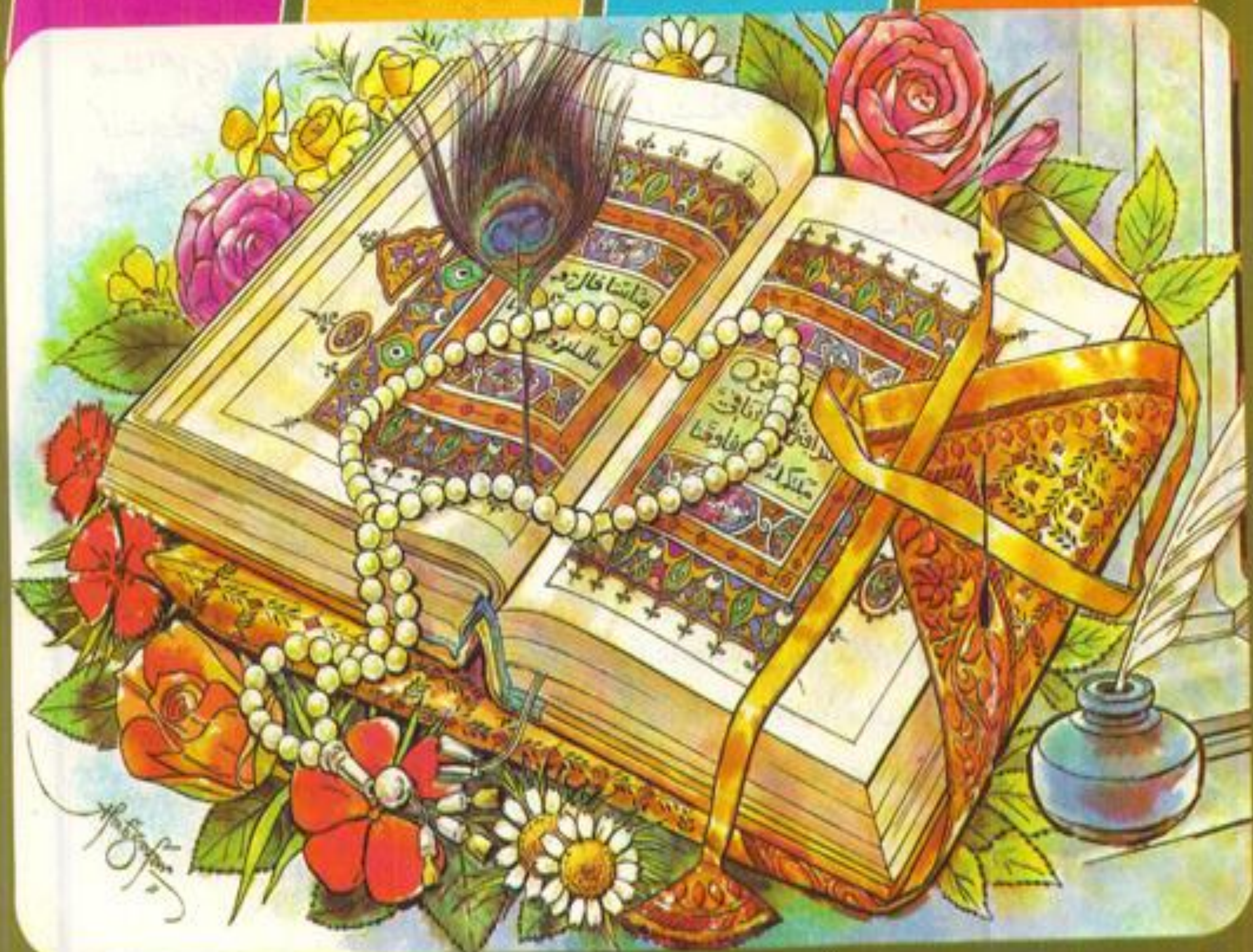

قادیانی ملزم کو شعائر اسلامی کی توہین پر ۶ سال قید بامشقت اور ایک ہزار جرمانہ

ایک عرصہ پہلے ننکانہ صاحب کے ناصر احمد قادیانی نے اپنے ہاں شادی کیلئے ایک دعوتی کارڈ شائع کیا جس میں ایسی اصطلاحات (اسلامی شعائر) استعمال کی گئیں۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ شادی کارڈ کسی غیر مسلم کا نہیں بلکہ مسلمان کا ہے۔ مثلاً "**نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم**' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' السلام علیکم' انشاء اللہ' نکاح مسنونہ وغیرہ کے الفاظ لکھوائے۔ ظاہر ہے کہ قادیانیوں کے لئے ایسے اسلامی شعائر کا استعمال شرعاً" و قانوناً" ممنوع ہے۔ چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ شوکت علی شاہد نے اس کے خلاف مقدمہ درج کرادیا۔ اس پر ملزم کی گرفتاری ہوئی۔ قادیانیوں نے ہائی کورٹ میں درخواست ضمانت دائر کی۔ اس کی سماعت لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس میاں نذیر اختر صاحب کی عدالت میں شروع ہوئی۔ فاضل عدالت نے ان تاریخی ریمارکس کے ساتھ ملزم کی درخواست ضمانت خارج کردی۔ عدالت نے لکھا کہ "اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانی یا مرزا قادیانی کے دوسرے پیروکار دفعہ ۲۹۸ B کے تحت کچھ مخصوص کلمات مثلاً "امیرالمومنین' خلیفۃ المومنین' خلیفۃ المسلمین' صحابی یا اہل بیت وغیرہ کا استعمال نہیں کرسکتے۔ تاہم یہ مذکورہ ممنوع کلمات قادیانیوں کو اس بات کا لائسنس نہیں دیدیتے کہ وہ دیگر اس قسم کے مشابہہ کلمات یا شعائر اسلام استعمال کریں جو عام طور پر عام مسلمان استعمال کرتے ہیں' کیونکہ اس طرح کرنے سے یہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کررہے ہوں گے' جو قانون کے مطابق ممنوع ہے"۔

اس کے بعد ملزم نے سپریم کورٹ میں درخواست ضمانت دائر کی۔ جہاں جسٹس نسیم حسن شاہ' شفیع الرحمٰن' اے ایس سلام وغیرہ نے کیس کی سماعت کی۔ اور اپنے فیصلہ میں لکھا کہ بظاہر ان کلمات کے استعمال سے شعائر اسلامی کی توہین نہیں ہوئی جب تک کہ ملزم کے عقیدہ' نیت' مقصد اور مذہب کا علم نہ ہو۔ لہٰذا ہم (سپریم کورٹ) اس بات کا فیصلہ سیشن کورٹ پر چھوڑتے ہیں کہ وہ اس معاملہ کی گہرائی تک جائے اور اپنا تفصیلی فیصلہ دے۔ یعنی سیشن کورٹ جو فیصلہ کرے گی سپریم کورٹ کو بھی وہ فیصلہ منظور ہوگا۔ لہٰذا سپریم کورٹ نے ملزم کی ضمانت منظور کرتے ہوئے کیس سیشن کورٹ شیخوپورہ بھیج دیا۔ سیشن کورٹ میں ملزم پر فرد جرم عائد کی گئی۔ گواہان کے بیانات ہوئے' جرح ہوئی' ملزم کا بیان ہوا۔ اور پھر آخری بحث ہوئی اور ایڈیشنل سیشن جج جناب محمد اکرم ذکی نے اپنا تاریخی فیصلہ صادر فرماتے ہوئے ملزم کو مجموعی طور پر چھ سال قید بامشقت اور ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی۔ مقدمہ کی ابتدائی سماعت سے لے کر فیصلہ تک ہر تاریخ پر ننکانہ صاحب سے مسٹر شوکت علی نے ہر محمد اکرم ناز محمد متین خالد' محمد شاہین پرواز' محمد عباس بٹ' چوہدری نذیر احمد' محمد قدیر شہزاد' لیاقت بھٹی' ظفر عباس' صغیر احمد' شیخوپورہ سے قاضی محمد اسلم کھوکھر' حافظ محمد امین' شیخ سرفراز احمد' پیش ہوتے رہے۔ ننکانہ صاحب کے امیر حاجی عبدالحمید رحمانی صاحب آخری بحث کے دوران ساتھ دیر کیلئے تشریف لائے اور بعد میں اپنی کاروباری مصروفیات کے پیش نظر ملتان روانہ ہوگئے فیصلہ کے دن کارکنان ختم نبوت کی ایک کثیر تعداد ضلع کچہری میں موجود تھی۔ دوسری طرف آئین و قانون شکن قادیانی جماعت کے افراد بھی بغیر نمبرپلیٹ موٹر سائیکلوں کے ساتھ آئے ہوئے تھے تاکہ اگر ملزم کو سزا ہوجائے تو اسے کمرہ عدالت سے بھگا کرلے جائیں اور فیصلہ سے پہلے قادیانی مسلسل اشتعال انگیز حرکات کا ارتکاب کرکے لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اور ادھر کارکنان ختم نبوت قادیانیوں کی ان حرکات پر ان کو سبق سکھا کر اپنے غم و غصہ کا اظہار کرنا چاہتے تھے۔ مگر ننکانہ صاحب کی جماعت کے روح رواں محمد اکرم ناز کی بصیرت نے اس معاملے کو بھانپ لیا اور ان کے بار بار سمجھانے پر کارکنان نے نہایت نظم و ضبط اور تحمل و برداشت کا مظاہرہ کیا اور قانون کو ہاتھ میں نہ لیا ورنہ قادیانی غنڈوں کو وہ سبق سکھایا جاتا کہ ان کی نسلیں بھی یاد رکھتیں۔ قادیانی ملزم کو عدالت کی طرف سے سزا کے بعد قادیانیوں کے لعنت زدہ چہرے لٹک گئے اور انہیں بھاگنے ہی میں عافیت نظر آئی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۴
شمارہ نمبر ۴

۲۴ تا ۳۰
محرم الحرام ۱۴۱۶ھ
بمطابق ۲۳ تا ۲۹ جون ۱۹۹۵ء

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ مولانا منظور احمد حسینی
مولانا محمد جمیل خان ○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
محمد انور

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین
ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

اداریہ: کراچی۔ قادیانیت اسٹیٹ کا مرکز بن جائے گا ۴
ہمارا کلمہ ۶
عصر حاضر۔ حریت نبوی کی روشنی میں ۱۰
اسلام اخلاق سے پھیلایا تلوار سے ۱۲
ختم نبوت کے محاذ ۱۵
امام ابو حنیفہ ۱۹
ایسے پروانے کہاں ہوں گے ۲۱

قیمت ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۱۰۰ ڈالر ○ یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
○ متحدہ عرب امارات و انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت ۔ الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۰۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵
سہ ماہی ۴۵ روپے

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا — طابع: سید شاھد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳ میزر ٹاؤن کراچی

کراچی۔ قادیانی اسٹیٹ کا مرکز بن جائے گا؟

علماء کرام اور مسلمانوں کے لیے لمحہ فکریہ

انگریزی استعمار کے "خود کاشتہ پودے" اور قادیان کی خود ساختہ نبوت کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر نے ۲۲ر جنوری سنہ ۱۹۹۳ء کو لندن میں قادیانیوں کے جمعہ میں شریک افراد کے سامنے اپنے خطبہ میں جو کچھ کہا اس کو ٹی وی پر نشر کیا گیا۔ مرزا طاہر کے بیان کا خلاصہ یہ ہے:

مذہبی طور پر اکٹھا ہونے کے سامان اللہ نے کر دیئے ہیں۔ مسلمانوں کو اکٹھا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے امام مہدی کو محمد رسول کی نمائندگی میں بھیجا تو مسلمانوں کو چاہئے تھا کہ اس کو قبول لیتے"۔

"مرزا قادیانی کے ہاتھ پر بیعت کرنا حقیقت میں تمام عالم اسلام کے مسائل حل کرنے کے مترادف تھا لیکن تم مانتے نہیں اس لئے دنیا کے مظالم تم کو آنکھیں پھاڑے دیکھ رہے ہیں۔ ہوش کرو۔ آسمان کی آواز کو سنو کہ مسیح آگیا۔ مسیح آگیا۔ اور زمین کی آواز سنو کہ محمد رسول کا بھیجا ہوا مہدی آگیا۔ اب تمہارا دین اور دنیا احمدیت سے وابستہ کر دی گئی" ڈش انٹینا کی برکات کے ذکر میں ۲۸ر مئی سنہ ۱۹۹۳ء کے خطبہ میں کسی عورت کے خط کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا:

" وہ لکھتی ہے کہ اس کے نتیجے میں نہ صرف احمدی بلکہ خدا کے فضل سے کثرت سے غیر احمدی بھی اپنے گھروں میں بیٹھے خطبہ سنتے ہیں اور وہ غلط فہمیاں جو ہزار کوشش سے دور نہیں کر سکتے تھے وہ ہر خطبے کے موقع پر از خود دور ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ فاصلے مٹ رہے ہیں' اور لوگ قریب تر آرہے ہیں۔ لیکن لکھتی ہیں کہ سب سے زیادہ قابل رحم حالت گاؤں کے مولویوں کی ہے۔ وہ جس گلی سے گذرتے ہیں آپ کی آواز آرہی ہوتی ہے۔ اور ان کے لئے ممکن نہیں ہے کہ کوئی ایسا راستہ تلاش کریں جہاں آپ کے خطبے کی آواز نہ آرہی ہو۔ اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ ان کے ظلموں کا انتقام ان سے کیا لیتا۔ بس حقیقت میں یہ ظلموں کا انتقام تو ہے لیکن اصل انتقام تو تب ہو گا جب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ والا انتقام پاکستان کے علماء سے لیا جائے گا"۔

اسی خطبے میں مرزا قادیانی کی پیشگوئیوں کے حوالے سے درج ذیل ارشادات بھی ملاحظہ ہوں۔

- احمدیت کی قیادت کو چھوڑ کر تمہارے لیے کہیں پناہ نہیں۔ جب تمہیں خیر پہنچے گی احمدیت سے پہنچے گی۔ شر دیکھو گے تو احمدیت سے دور ہو گا عالم اسلام کو ایک آواز پر اکٹھا کرنے کا وقت ہے۔
- عالم اسلام کا ایک اجلاس بلانا چاہئے جس میں ملت واحدہ کی بات ہو۔ اور ایسی باتیں سوچو جس کے ذریعہ ایک نیا عالمی نظام رونما ہو۔
- ایک نئے عالمی نظام کی داغ بیل ڈالی جائے۔
- عالم اسلام کے مسائل ختم نہیں ہوئے۔ مسائل بڑھنے والے ہیں۔ بہت بڑے بڑے خطرات درپیش ہیں۔ ایک کے بعد ایک مسلمان ملک کی باری آنے والی ہے۔

اب وقت کی ضرورت ہے اور یہ بات عام کریں کہ نئے عالمی نظام کی ضرورت ہے۔

- اے عالم اسلام! اپنا نصیب تو جگاؤ۔ اپنا مقدر روشن کرو اور تمہارا مقدر محمد رسولؐ کے قدموں میں روشن ہوگا۔ آسمان سے نور طلب کرو۔
- علمائے اسلام کو دعوت دیتا ہوں۔ تمہارے منہ سے کب تک غلاظت کی جھاگ ابل ابل کر نکلتی رہے گی۔
- آپ کے جھنڈے تلے تمام رسولوں کا جھنڈا گاڑا جائے گا۔
- یہ مقدر ہے جو آسمان سے بنایا گیا۔ محمد رسولؐ زندہ ہوں گے تو اگلے اور پچھلے زندہ ہوں گے۔
- اے احمدیو! تمہاری قسمت کے ساتھ یہ وقت باندھا جا چکا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس عالمی نظام کو دنیا میں پہلی دفعہ جاری و ساری کر کے دکھائیں کہ مشرق و مغرب تک اس نور کی حکومت ہو اور ایک محمد کا جھنڈا بلند ہو۔

اور ۱۸ جون سنہ ۱۹۹۳ء کے اپنے ایک خطاب میں مرزا طاہر نے واضح الفاظ میں ایک اعلان کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "عنقریب پاکستان میں مرزا قادیانی کی صداقت کے لئے ایک "عالمی نشان" ظاہر ہونے والا ہے"۔

مرزا قادیانی کے ایک الہام "بعد گیارہ سال انشاء اللہ الخ" کا حوالہ دیتے ہوئے مرزا طاہر نے کھلے لفظوں میں کہا کہ "اب اس کے پورے ہونے کے دن آگئے"۔ یعنی "خلافت رابعہ کے گیارہ سال بعد کچھ ہوگا ضرور"۔ اس کے بعد مرزا طاہر نے اعلان کیا کہ:

(قادیانی) جماعت احمدیہ نے گذشتہ دور میں ایک لمبا عرصہ ابتلاء کا دور گذارا ہے اور احمدیوں (قادیانیوں) نے صبر کے نمونے دکھائے۔ اس لئے اب وہ دور ختم ہونے والا ہے۔ اب احمدیوں (قادیانیوں) کے لئے دوسرا دور فتحیابی کا شروع ہو گیا ہے۔ اور احمدیت (قادیانیت) کے لئے وہ زمانہ قریب آرہا ہے کہ اس تیزی کے ساتھ آسمان سے پھل گریں گے کہ ان کے سنبھالنے کی فکر کریں اب پھل پک چکا ہے..... اب دشمن کی ہلاکت کا زمانہ قریب آگیا اور آئندہ حضرت مسیح (مرزا قادیانی) کی "عالمی ہلاکت" والی پیشگوئی پوری ہوگی اور ہلاکتیں پہلے سے زیادہ شدید ہونگی"۔

ان خطبوں کے اس خلاصے کو غور سے دیکھئے اور آج سے اڑھائی سال پیشتر کے حالات پر نظر ڈالئے۔

عین اس وقت جب کہ مرزا طاہر اپنی جماعت کو یہ خوشخبریاں سنا رہا تھا۔ انہی دنوں پہلے اخباروں میں جناح پور کے عنوان سے کراچی کی علیحدگی کا شوشہ چھوڑا گیا۔ اور پھر اس شوشے کو اتنا اچھالا گیا کہ اس نو آزاد ملک کی سرحدیں تک متعین کی جانے لگیں۔ اور اب معاملہ یہاں تک پہنچا دیا گیا کہ بین الاقوامی میڈیا کو ایک طرف رکھ کر صرف پاکستان کی پرنٹ میڈیا کی خبروں سے واقف تقریباً" ہر صاحب فکر شخص یہ یقین کرنے لگا ہے کہ کچھ ہونے والا ضرور ہے۔

یہی وہ وقت ہے جب کہ پہلے معین قریشی کو امریکہ سے در آمد کیا گیا' پھر ایک سیاسی قوت کو توڑنے کے لئے کراچی میں "آپریشن کلین اپ" کے عنوان سے وہ کاروائی شروع کی گئی جو مختلف صورتوں میں آج تک جاری ہے۔ بنظر ظاہر آج یہ دو سیاسی قوتوں کے ٹکراؤ کا منظر نامہ ہے۔ لیکن:

- کچھ عرصہ پہلے مرزا طاہر کی امریکی سینیٹروں سے تعاون کی یقین دہانی حاصل کرنا
- پاکستان کے ایک خاص خاندان کے اہم رکن کی جانب سے (جس کا نشوونما ہمیشہ اقتدار کے سائے میں ہوا ہے) قادیانیوں کی بھرپور مدد کرنے کا وعدہ کرنا
- پھر انہی صاحب کا پاکستان کی اہم شخصیات سے ملاقاتیں کرنا۔
- سابقہ حکومت کی طنابیں کاٹ ڈالنے کی کاروائی حتیٰ کہ سپریم کورٹ کے فیصلوں کی دھجیاں بکھیرنے کا انداز
- سب سے بڑے صوبے پنجاب پر قادیانی خاندان کے ایک ایسے فرد کا تسلط جس کا باپ اور بیٹا قادیانیت کی تبلیغ اور ارتدادی مہم کھلے بندوں چلائے ہوئے ہیں۔
- ایک اطلاع کے مطابق (خدا کرے کہ یہ اطلاع غلط ہو) موجودہ اسمبلی میں چالیس قادیانیوں کا "رکن قومی اسمبلی" بن جانا۔
- دینی مدارس اور علماء کرام کے خلاف حکومت کی معاندانہ روش بنیاد پرستی کے خلاف اعلان جنگ اور اسی طرح کے اور بہت سے پہلوؤں کو سامنے رکھ کر مرزا طاہر کے اوپر دیئے گئے ریمارکس کو ایک بار پھر دیکھئے۔ ایک خوفناک پس منظر ابھر کر سامنے آتا ہے۔

قادیانی تقسیم ہند سے پہلے کشمیر کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ تقسیم کے بعد پورے پاکستان پر تسلط کی بو سونگھنے لگے۔ پھر بلوچستان پر دام تزویر پھیلانے کی کوشش میں ناکامی کے بعد مشرقی پاکستان کو الگ کرنے میں مرزا قادیانی کے پوتے ایم ایم احمد کا بنیادی کردار رہا۔ سنہ ۱۹۷۴ء میں فوجی انقلاب کے ذریعے باقی ماندہ پاکستان پر قادیانیت کو مسلط کر دینے کی کوشش بھی بار آور نہ ہو سکی۔ اب کراچی کے حالات دگرگوں کر کے بین الاقوامی مداخلت کا جواز پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ خدانخواستہ ایسی صورت حال پیدا ہوگئی تو بین الاقوامی کافر طاقتوں کے زیر سایہ کراچی اور اس سے ملحقہ علاقوں کو اسرائیل کی طرح قادیانی اسٹیٹ میں تبدیل کر دینے کا قوی اندیشہ لاحق ہو سکتا ہے۔ علماء کرام اور مسلمانوں کے لئے کراچی کے حالات کا اس تناظر میں بغور مطالعہ اور آئندہ کا لائحہ عمل طے کرنا انتہائی ضروری ہے۔

ہمارا کلمہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

موجودہ الحاد و تشکیک اور فتنہ و فساد کے دور میں جہاں نت نئے عقائد و نظریات اور جدید رسوم و اعمال رونما ہو رہے ہیں وہاں بالکل واضح اور اجماعی امور دین میں شک و شبہات بھی پیدا کئے جا رہے ہیں چنانچہ ہمارا کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو عہد رسالت سے لے کر آج تک ہر فرد مسلم کے قلب و ذہن پر نقش ہے اور ایسی اتفاقی اور ثابت شدہ حقیقت ہے کہ کسی بھی مسلمان کو اس کے بارہ میں کبھی کسی وسوسہ یا شبہ کا تصور تک بھی محال ہے مگر بعض ملحد اور بے دین (منکرین حدیث وغیرہ) لوگ یہ شوشہ چھوڑ رہے ہیں کہ یہ کلمہ تو قرآن و حدیث میں کہیں درج ہی نہیں پھر یہی شوشہ بعض عیسائی پادری بھی چھوڑ دیتے ہیں کہ قرآن مجید میں ایک جگہ لکھا ہوا یہ کلمہ دکھاؤ۔ فالی اللہ المشتکی

الجواب

یہ کلمہ طیبہ دو حصوں پر مشتمل ہے نمبرا توحید خداوندی (لا الہ الا اللہ) نمبر ۲ رسالت خاتم الانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وسلم (محمد رسول اللہ) یہ دونوں اجزاء قرآن مجید میں بکثرت مذکور ہیں۔ ایک جگہ اکٹھا ذکر نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا آخر تمام عقائد و نظریات کسی بھی مذہبی متن میں ایک جگہ مندرج نہیں ہوتے بلکہ مختلف مقامات سے اخذ کر کے انہیں مرتب کیا جاتا ہے۔ کہیں توحید الٰہی کا ذکر ہو گا کہیں رسالت کا کہیں مسئلہ آخرت اور جزاو سزا کا اور کہیں دوسرے حقائق اور بنیادی امور کا۔ جن کو علمائے امت اخذ کر کے عقائد نامہ مرتب کر لیتے ہیں آخر کتاب تو ایک ہی ہے جس میں متعدد مقامات پر عقائد اور ضروریات دین کا حسب حکمت و ضرورت ذکر ہونا کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے دیکھئے عیسائیوں کے آج تک ڈھائی صد سے زائد عقائد نامے مرتب اور رائج ہو چکے ہیں مگر کوئی بھی عقیدہ بائبل کے کسی ایک مقام سے ثابت نہیں کیا جا سکتا حتی کہ کئی عقائد کا وہاں نام و نشان تک نہیں ملتا جیسے عقیدہ کفارہ و تثلیث وغیرہ صرف پوپ صاحبان یا بشپ صاحبان بائبل کے مختلف مقامات سے اپنی جودت طبع کے زور سے اخذ کر کے مرتب کرتے رہتے ہیں۔ اس کے باوجود پھر بھی ہم قرآن مجید اور ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مکمل کلمہ طیبہ اکٹھا ثابت کر کے دکھا دیتے ہیں سنئے

قرآن مجید اور کلمہ طیبہ

نمبرا قال یا ایھا الذین آمنو آمنوا باللہ ورسولہ

(النساء آیت ۱۳۶)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔

نمبر ۲۔ فآمنو باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یومن باللہ (الاعراف ۱۵۸)

ترجمہ۔ سو تم اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی امی پر یقین لاؤ جو اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھتا ہے۔

نمبر ۳۔ آمنو باللہ ورسولہ وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ (الحدید ۷)

ترجمہ۔ اللہ اور اس کے رسول برحق پر ایمان لاؤ اور جن چیزوں میں ہم نے تمہیں نائب بنایا ہے ان میں سے خرچ بھی کرو۔

نمبر ۴۔ فامنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا (۸:۶۴)

ترجمہ۔ پس خدا تعالیٰ اس کے رسول معظم اور اس نور پر یقین کرو جو ہم نے اتارا ہے (یعنی قرآن مجید)

قارئین کرام! مندرجہ بالا چاروں آیات میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور وحدانیت پر یقین کریں نیز اس کے مقدس و محترم رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین کریں یعنی آپ کی رسالت پر حق کو

دل و جان سے تسلیم کرلیں اب ایمان داری سے فرمایئے کہ اس امر خداوندی کی تعمیل کیسے ہو سکے گی؟ ماسوا اس کہ ہم اقرار کریں اور گواہی دیں کہ لا الہ الا اللہ ۔ محمد رسول اللہ ۔ کہ واقعی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی لائق پرستش اور بندگی نہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے برحق رسول ہیں۔

فرمایئے ایک ہی مقام سے پورا کلمہ ثابت ہوا یا نہیں؟ آمنوا باللہ ورسولہ کی تعمیل سوائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے متصور ہی نہیں ہو سکتی۔ نمبر۲ علاوہ ازیں یہ دو جزئی کلمہ قرآن مجید کے دو مختلف مقامات سے ہی لیا گیا ہے۔

(الف) پہلا جز۔ واذا قیل لہم لا الہ الا اللہ یستکبرون ۳۷۔۳۵

(ب) فاعلم انہ لا الہ الا اللہ ۴۷۔۱۹

دیکھئے ان دونوں آیات سے کلمہ طیبہ کا پہلا حصہ (لا الہ الا اللہ) ثابت ہوا

دوسرا جز سورہ فتح کے آخر میں کلمہ کا دوسرا حصہ" محمد رسول اللہ" مذکور ہے اس طرح قرآنی الفاظ اور تعبیر ہی سے پورا کلمہ شریف (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) بن جاتا ہے۔ ہم نے ذہنی اختراع سے یہ الفاظ نہیں بنائے بلکہ الفاظ بھی قرآن کے اور مفہوم بھی قرآن کا پھر اعتراض واشکال کیسا؟

کلمہ طیبہ اور احادیث نبویہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام)

نمبر۱۔ حدیث جبرائیل علیہ السلام میں ہے کہ جب روح الامین نے آپؐ سے استفسار کیا کہ اخبرنی عن الاسلام یعنی مجھے اسلام کی حقیقت سے آگاہ اور مطلع فرمایئے تو ارشاد فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ۔

ترجمہ۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (مشکوٰۃ)

نمبر۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی صدق دل سے یہ گواہی دے کہ لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ تو اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

نمبر۳۔ اسی طرح حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے مشکوٰۃ ص ۱۵

نمبر۴۔ وفد عبدالقیس کی روایت میں ہے کہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اتدرون ما الایمان باللہ وحدہ یعنی جانتے ہو کہ خدا کی وحدانیت پر ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ خدا اور اس کے رسول اکرمؐ ہی خوب جانتے ہیں تو ارشاد فرمایا کہ یہ گواہی دینا کہ لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ

یعنی خدا کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں

غور فرمایئے کہ پورا کلمہ کیسی صفائی سے ثابت ہو رہا ہے اور سنئے

نمبر۵ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی الاسلام علی خمس؛ شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمد عبدہ ورسولہ

ترجمہ کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اول یہ گواہی دینا اور اقرار کرنا کہ لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ یعنی خدا کے سوا کوئی بھی عبادت اور اطاعت کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول مکرم ہیں ص ۱۲

قارئین کرام یہ دیکھئے پورا کلمہ شریف جیسے قرآن مجید سے لفظاً" ثابت ہوا تھا اب حدیث پاک سے بھی پورے الفاظ اور صورت میں ثابت ہو گیا پھر صرف ایک ہی حدیث شریف سے بھی پورا کلمہ شریف ثابت ہو رہا ہے فالحمد للہ۔

مزید احادیث رسول ﷺ سے پورے کلمہ شریف کا ثبوت

حدیث نمبر۶

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے عرش الٰہی کے دائیں پایہ پر یہ لکھا دیکھا

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (کنز العمال ص ۱۵۸ ج ۶)

نمبر۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ

آسمان و زمین کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے دروازہ جنت پر لکھا تھا

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نمبر ۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

جب رب کریم نے جنت عدن کو پیدا فرمایا اور وہ پہلی مخلوق ہے تو اس سے فرمایا کہ کلام کر اس نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جس آدمی نے کلمہ پڑھ لیا وہ کامیاب ہوا وہ مجھ میں داخل ہو گا اور جو جہنم میں گیا وہ بدبخت رہ گیا (کنز العمال ج۶ ص ۱۲)

نمبر۹۔ حضرت عبادہ بن صامت اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کی روایت میں ہے کہ

حضرت داؤد علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کنز العمال ج۶ ص ۱۲۵

نمبر ۱۰۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (سابق عیسائی) کہتے ہیں کہ میں نے سابقہ کتب میں پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک پتھر ملا جس پر چار سطریں لکھی ہوئی تھیں نمبر۱ انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی

نمبر۲۔ انا اللہ لا الہ الا انا ۳۔ محمد رسولی ۴۔ طوبیٰ لمن آمن بہ (کنز العمال ج۶ ص ۲۸۰)

مندرجہ بالا پانچ روایات اگرچہ سند کے لحاظ سے کمزور اور ضعیف ہیں مگر قرآن مجید اور احادیث صحیح (بنی الاسلام علی خمس وغیرہ) کے عین موافق اور مطابق ہیں لہٰذا ان کا ضعیف سند ناقابل التفات ہو گا تو ملاحظہ فرمالیجئے حدیث پاک سے پورا کلمہ طیبہ ثابت ہو گیا۔ اب کسی نام نہاد مسلم یا غیر مسلم کو اعتراض کا کوئی موقعہ نہ رہا۔

دلیل نمبر۴۔ مندرجہ بالا دلائل کے علاوہ ہمارا یہ کلمہ طیبہ اذان واقامت اور خطبہ اور تشہد میں بھی بار بار دوہرایا جاتا ہے جس کے الفاظ خود سید کائنات ﷺ کے ارشاد فرمودہ ہیں اور ابتدائے اسلام سے ہو بہو چلے آرہے ہیں ہمارے

کسی مجتہد یا عالم نے انہیں مرتب نہیں کیا۔

دلیل نمبر۵ کتب شیعہ اور کلمہ طیبہ

چونکہ کلمہ طیبہ جملہ اہل اسلام کا اجماعی اور متفقہ تسلیم شدہ کلمہ ہے اس میں کسی بھی زمانہ میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہوا لہٰذا اصولاً" اس کے لئے کسی مزید ثبوت کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ یہ تو امت مسلمہ کے تواتر عملی کے طور پر ایک مسلمہ اور متفقہ حقیقت ہے مگر پھر بھی اس کا ثبوت ہر طریقہ سے پیش خدمت ہے۔

مندرجہ بالا سطور میں آپ نے اہل حق اہل سنت کی سطح پر قرآن و حدیث اور تواتر عملی سے اس کا ثبوت ملاحظہ فرمایا۔ اب ذیل میں اس طبقہ سے بھی اس کا واضح ترین ثبوت فراہم کیا جاتا ہے جس کے اصول و فروع عقائد و اعمال حتیٰ کہ ماخذ بھی اہل سنت سے الگ تصور کئے جاتے ہیں اور فی زمانہ وہ لوگ اس متفقہ کلمہ میں مزید کئی اضافے کرچکے ہیں مگر ان کی اصل کتب سے اصل حقیقت اسی کلمہ طیبہ کی صورت میں ثابت ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

نمبر۱۔ جمیل بن دراج نے امام جعفر صادق سے دریافت کیا کہ ایمان کیا ہے؟

تو آپ نے فرمایا شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمداً" رسول اللہ۔ (اصول کافی لکھنؤ ج ا ص ۳۸۲)

نمبر۲۔ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گرفتار ہوکر آئے تو سوال و جواب کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ثمامہ میں نے تجھ پر احسان کیا کہ تجھے آزاد کیا تو ثمامہ نے عرض کیا کہ اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ لا الہ الا محمد رسول اللہ۔ (کتاب الروضہ ج ۸ ص ۳۰۰)

نمبر۳۔ واقعہ معراج میں آپ کے براق کی آنکھوں کے درمیان بھی یہی کلمہ لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(احتجاج طبرسی ج ا ص ۵۷)

نمبر۴۔ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جس راستہ سے جاتے تو ہر پتھر اور ڈھیلہ یہی پڑھتا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

(حیات القلوب فارسی ج ۲ ص ۱۰۳)

نمبر۵۔ خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت پر بھی یہی کلمہ درج تھا لا الہ الا محمد رسول اللہ۔

(حیات القلوب فارسی ج ۲ ص ۱۰۵)

نمبر۶۔ روز حشر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے پر بھی یہی کلمہ طیبہ درج ہوگا لا الہ الا محمد رسول اللہ۔

(حق الیقین باقر مجلسی ج ۲ ص ۳۴۶)

نمبر۷۔ مدینہ طیبہ میں پہلے خطبہ جمعہ میں یہی کلمہ طیبہ ذکر ہوا تھا۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ۔

یعنی میں خدا کی الوہیت اور محمد کی عبدیت اور رسالت برحق کی گواہی دیتا ہوں۔

(تفسیر مجمع البیان ج ۱۰ ص ۳۶)

الغرض اس قسم کی مزید کئی روایات اور حوالہ جات درج کئے جاسکتے ہیں۔

مگر بغرض انحصار اتنے ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے اس سے روز روشن کی طرح معلوم ہوگیا کہ کلمہ طیبہ روز اول سے باتفاق امت یہی چلا آرہا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اس میں کوئی بھی طبقہ کسی بھی زمانہ و وقت میں اختلاف کا شکار نہیں ہوا۔ تو واضح ہے کہ اگر یہ کلمہ ثابت نہ ہوتا تو جمیع امت روز اول سے اس کو اپنی شناخت اور مذہبی شعار کیسے بنالیتی۔

> **قادیانیت ہر پہلو سے دھوکہ، فریب اور چالبازی کا نام ہے۔**

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اصل کلمہ اتنا ہی تھا آج کل جو شیعہ لوگ اس میں کچھ الفاظ کا اضافہ کررہے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں نہ قرآن و سنت میں نہ شیعہ لٹریچر میں لہٰذا اسلامی کلمہ طیبہ کے متعلق ملحدین کا یہ وسوسہ ڈالنا کہ اس کا ثبوت نہیں ہے بالکل غلط اور بے بنیاد بات ہے جو صرف شیطانی حرکت ہے اس لئے جملہ اہل اسلام کو ایسے شیاطین اور ملحدین سے ہوشیار رہنا چاہئے ان کی کسی بات پر بالکل توجہ نہ کی جائے۔

آخر میں خدائے ذوالجلال سے عاجزانہ التجاء ہے کہ وہ ہم سب کو اسی کلمہ طیبہ پر قائم و دائم رکھے اور اسی پر ہماری موت آئے ہمیں مرتے وقت اسی کلمہ کا ورد نصیب فرمائے۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب۔ آمین

قادیانی اور کلمہ طیبہ

قارئین کرام اوپر آپ نے کلمہ طیبہ کے متعلق کچھ ملحدین کے شکوک و شبہات اور ان کا جواب ملاحظہ فرمایا اب ذیل میں اسی زیر بحث موضوع کے متعلق ایک اور طبقہ ملحدین کی خرافات بھی سماعت فرمائیے تاکہ یہ موضوع مکمل ہوجائے۔

یہ ملحدین کا دوسرا ٹولہ قادیانیوں کا ہے جو کہ اسلام کی بنیادی اور تفصیلی تمام تعلیمات سے الگ تھلگ محض ایک پولیٹکل گروہ ہے جسے استعماری لابیوں نے دین اسلام میں تخریب کاری اور رخنہ اندازی کیلئے ایجاد کیا تھا چنانچہ یہ گروہ اپنے اغراض و مقاصد کے لئے پوری لگن کیساتھ اور ہر حربہ اختیار کرکے آج تک انتھک جدوجہد میں مصروف کار ہے۔

کلمہ طیبہ کے متعلق ان کا نظریہ سب سے عجیب و غریب ہے انہوں نے زندیقوں کی طرح الفاظ کو تو تسلیم کیا مگر مفہوم و معانی بالکل بدل لئے۔ چنانچہ یہ لوگ کلمہ تو یہی پڑھتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ سے مراد صرف رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں بلکہ اس سے مراد آپ کے علاوہ

مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے اس لئے کہ

نمبرا۔ محمد رسول اللہ اور مرزا قادیانی دونوں ایک ہی ہیں دونوں میں ذرا برابر فرق نہیں چنانچہ مرزا لکھتا ہے کہ میں بار ہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخری منھم لما یلحقوابھم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیا ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد لکھا ہے اور مجھے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ یوں لکھتا ہے ملاحظہ ہو اس کا رسالہ ایک "ایک غلطی کا ازالہ" ص ۱۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲

نمبر۲۔ (مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔" (کشتی نوح ص ۵۶ خزائن ج ۱۹ ص ۶۱)

نمبر ۳۔ جبکہ میں بروزی طور پر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی طور پر تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدی کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۰)

اس مفہوم کے مزید بیشمار اقتباسات پیش کئے جا سکتے ہیں مگر یہاں اسی پر اکتفا کی جاتی ہے الغرض قادیانیوں نے مرزا قادیانی کو بعینہ اور ہو بہو معاذ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی قرار دیتے ہوئے اس کلمہ کے الفاظ کو باقی رکھا اور اس کے مفہوم میں مرزا غلام احمد کو شامل کر لیا اس طرح یہ صورت کلمہ کے انکار سے بھی سنگین ہو جاتی ہے۔

مرزا کے منکر دائرہ اسلام سے خارج

خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں تو یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ خدا کی آخری ہدایت اور مرکز ایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں آپ کے بعد کسی مزید فرد کو ایمانیات میں شامل نہیں کیا جا سکتا مگر قادیانی کہتے ہیں کہ

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا ہے یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا اور نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے (کلمۃ الفضل ص ۱۱۰ از مرزا بشیر احمد پسر مرزا)

اسی طرح ان کا دوسرا خلیفہ بشیر الدین محمود لکھتا ہے کہ

"جو شخص مرزا قادیانی کو نہ مانے چاہے اس نے آپ کا نام بھی نہ سنا ہو تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے"۔ (آئینہ صداقت ص ۳۵)

ملاحظہ فرمایئے کہ کس شاطرانہ چال سے کلمہ طیبہ میں دجل و فریب کیا گیا کہ پہلے تو مرزا کو معاذ اللہ محمد رسول اللہ قرار دیا پھر اسے کلمہ کا مصداق بنایا پھر اس کے منکر کو پکا کافر اور خارج از اسلام قرار دیا۔ یہ ان دجالوں کی چالبازی ہے جس کی اسلام میں ذرہ بھر گنجائش نہیں ہے۔ مزید سنئے

"ہاں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت سے پہلے تو محمد رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہو گئی لہذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ باطل نہیں ہوا بلکہ اور بھی شان سے چمکنے لگ جاتا ہے غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے صرف اتنا فرق ہے کہ مسیح موعود کی آمد نے محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے"۔

(کلمۃ الفضل ص ۱۵۸) یہاں الا قوۃ المسلمون کتنا واضح اقتباس ہے کہ الفاظ تو وہی محمد رسول اللہ ہی ہیں مگر اب اس میں مرزا قادیانی بھی شامل کر لیا گیا ہے کیونکہ صرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو مان کر آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک مرزا کو نہ مانے نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔

یہ ہے وہ خباثت جس کی بناء پر ہم قادیانیوں اور مرزائیوں کو کلمہ اسلام کے استعمال سے روکتے ہیں کیونکہ ہمارے ہاں تو محمد رسول اللہ سے مراد صرف خاتم النبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور ان کے ہاں اس کا مصداق اور مفہوم اس قادیانی دجال تک پہنچ جاتا ہے جو کہ ہمیں کسی بھی صورت میں قابل قبول نہیں یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ لفظ بول کر ان سے مراد تارا سنگھ لے لے اور کہے ہم تو وہی لفظ پڑھتے ہیں ہمیں کیوں روکا جاتا ہے؟ تو جیسے ایسے ملحدوں کو ہم ان الفاظ کے استعمال کی اجازت نہیں دے سکتے اسی طرح ہم ان قادیانی زندیقوں کو بھی اس کلمہ کی اجازت نہیں دے سکتے۔

ملاحظہ فرمایئے کہ پہلے ملحد زیادہ خطرناک تھے جو کہ اس کا سرے سے انکار ہی کرتے تھے یا یہ زندیق کہ اقرار کر کے پھر اس کے مفہوم و مراد میں اپنی خباثت اور الحاد کو ملانے والے ہیں۔ پھر یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ کلمۃ الفصل کے اقتباس میں مرزا دجال کو موسیٰ عیسیٰ اور خاتم الانبیاء کے مساوی قرار دے کر کیسے مرزا کی ظلیت اور بروزیت کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ گیا ہے کیونکہ جب وہ اصل نبی ہیں تو مرزا کو ان کے مساوی قرار دے کر اصل ہی کہہ دیا یہ ظل بروز کا چکر محض فریب اور دھوکا ہے اسلام میں ان الفاظ کا قطعاً" کوئی تصور نہیں ہے۔

قارئین کرام قادیانیت اسی طرح ہر پہلو سے محض دھوکا فریب اور چالبازی ہی کا نام ہے ہر مسئلہ اور نظریہ میں ان کی یہی مکارانہ اور شاطرانہ چال ہوتی ہے لہذا ہم بصد ادب جملہ معاشرہ انسانی سے اپیل کرتے ہیں کہ ان دجالوں اور مکاروں کے چکر میں کبھی نہ آئیں بلکہ اصلی نور اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ وابستہ رہیئے اور رب کریم سے اسی پر ثابت قدمی کی التجا کرتے رہیئے۔

یامقلب القلوب ثبت قلو بنا علی دینک یا مصرف القلوب صرف قلوبان الی طاعلی ربنا تقبل منا انت السمیع العلیم و تب علینا انک انت التواب الرحیم وصلی اللّٰہ علی خاتم الانبیاء و المرسلین والہ واصحابہ و اتباعہا جمعین آمین یا الہ العالمین۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

عصرِ حاضر

قسط نمبر۱

حدیث نبویؐ کی آئینہ میں

دور حاضر کو سائنسی اور مادی اعتبار سے لاکھ ترقی یافتہ کہہ لیجئے لیکن اخلاقی اقدار' روحانی بصیرت اور ایمانی جو ہر کی پامالی کے لحاظ سے یہ انسانیت کا بدترین دور انحطاط ہے۔ مکرو فن' دغا و فریب' شرو فساد' لہو و لعب' کفر و نفاق اور بے مروتی و دنات کا جو طوفان ہمارے گرد و پیش بر پا ہے اس نے سفینۂ انسانیت کے لیے سنگین خطرہ پیدا کردیا ہے۔ خلیفۂ ارضی (بنی نوع انسان) کی فتنہ سامانیوں سے زمین لرز رہی ہے' آسمان کانپ رہا ہے اور بحر و بر' جبل و دشت اور وحوش و طیور "الامان و الحفیظ" کی صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں' انسانیت پر نزع کی حالت طاری ہے' اس کی نبضیں ڈوب رہی ہیں اور لحہ بہ لحہ اس "جاں بلب مریض" کی حالت متغیر ہوتی جارہی ہے' یہ دیکھ کر اہل بصیرت کا یہ احساس قوی ہوتا جارہا ہے کہ شاید اس عالم کی بساط لپیٹ دینے کا وقت زیادہ دور نہیں۔ ذیل میں احادیث نبویہ (علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ و سلام) سے ایک آئینہ پیش کیا جارہا ہے جس میں دور حاضر کے تمام خدو خال نظر آتے ہیں اور علماء' خطباء' حکام اور عوام سبھی کے قابل اصلاح امور کی نشاندہی فرمائی گئی ہے' اس کی جمع و ترتیب سے مقصود کسی خاص طبقہ کی تنقیص نہیں' لالچ صرف یہ ہے کہ ہم اس شفاف آئینے میں اپنا رخ کردار دیکھ کر اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔

یہ سلسلہ ماہنامہ بینات میں شروع کیا گیا تھا اور مندرجہ بالا ابتدائیہ بھی اس کی قسط اول میں آیا تھا' خیال تھا کہ فرصت تکمیل کردی جائے گی اور اسے کتابی شکل میں شائع کردیا جائے گا لیکن ایسا نہیں ہوسکا' احباب کا اصرار ہے کہ جس حالت میں بھی ہے اسے شائع کردیا جائے' توفیق شامل حال ہوئی تو اضافے وبعد میں کردیئے جائیں گے۔ حق تعالیٰ شانہ اسے قبول فرمائیں اور تمام فتنوں سے امت کی حفاظت فرمائیں۔

۱۔ ہلاکت کا خطرہ کب؟

ترجمہ۔ "ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا' یا رسول اللہ! کیا ہم ایسی حالت میں بھی ہلاک ہوسکتے ہیں جب کہ ہمارے درمیان نیک لوگ موجود ہوں گے؟ فرمایا ہاں! جب (گناہوں کی) گندگی زیادہ ہوجائے گی"۔

(صحیح بخاری ص۱۰۴۶ ج ۲' صحیح مسلم ص ۳۸۸ ج ۲)

۲۔ مکرو فریب کا دور دورہ اور نااہلوں کی نمائندگی

ترجمہ۔ "لوگوں پر بہت سے سال ایسے آئیں گے جن میں دھوکا ہی دھوکا ہوگا' اس وقت جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا۔ بددیانت کو امانت دار رو یبضہ (گرے پڑے نااہل لوگ) قوم کی طرف سے نمائندگی کریں گے۔ عرض کیا گیا: "رو یبضہ" سے کیا مراد ہے؟ فرمایا! وہ نااہل اور بے قیمت آدمی جو جمہور کے اہم معاملات میں رائے زنی کرے۔"

(عن ابی ہریرہؓ ابن ماجہ باب شدۃ الزمان ص ۲۹۲) (کنزالعمال ص ۳۲۱۶ ج ۱۴)

۳۔ قاریوں کی بہتات

ترجمہ۔ "میری امت پر ایک زمانہ آئے گا جس میں "قاری" بہت ہوں گے مگر "فقیہ" کم' علم کا قحط ہوجائے گا اور فتنہ و فساد کی کثرت۔ پھر اس کے بعد ایک اور زمانہ آئے گا جس میں میری امت کے ایسے لوگ بھی قرآن پڑھیں گے جن کے حلق سے نیچے قرآن نہیں اترے گا (دل قرآن کے فہم اور عقیدت و احترام سے کورے ہوں گے) پھر اس کے بعد ایک اور زمانہ آئے گا جس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والا مومن سے دعویٰ توحید میں حجت بازی کرے گا"۔

(کنزالعمال

۴۔ بدکاری عقل مندی کا نشان

ترجمہ۔ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں آدمی کو مجبور کیا جائے گا کہ یا تو احمق (ملا) کہلائے یا بدکاری کو اختیار کرے پھر، جو شخص ہ

زمانہ پائے اسے چاہئے کہ بدکاری اختیار کرنے کے بجائے "نکو" کہلانے کو پسند کرے"۔

(کنزالعمال)

۵۔ انسانیت کی تلچھٹ

"تمہیں اسی طرح چھانٹ دیا جائے گا جس طرح اچھی کھجوریں ردی کھجوروں سے چھانٹ لی جاتی ہیں' چنانچہ تمہارے اچھے لوگ اٹھتے جائیں گے اور بد ترین لوگ باقی رہتے جائیں گے' اس وقت (غم سے گھٹ کر) تم سے مرا جاسکتا ہے تو مرجانا"۔

(ابن ماجہ)

۶۔ مردوں اور عورتوں کی آوارگی

"کاش میں جان لیتا کہ میرے بعد میری امت کا کیا حال ہوگا (اور ان کو کیا کچھ دیکھنا پڑے گا) جب ان کے مرد اکڑ کر چلا کریں گے اور ان کی عورتیں (سربازار) اتراتی پھریں گی۔ اور کاش میں جان لیتا جب میری امت کی دو قسمیں ہوجائیں گی' ایک قسم تو وہ ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں سینہ سپر ہوں گے اور ایک قسم وہ ہوگی جو غیر اللہ ہی کے لیے سب کچھ کریں گے"۔

(کنزالعمال)

۷۔ قرب قیامت اور رویت ہلال

"قرب قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ چاند پہلے سے دیکھ لیا جائے گا اور (پہلی تاریخ کے چاند کو) کہا جائے گا کہ یہ تو دوسری تاریخ کا ہے اور مسجدوں کو گزر گاہ بنالیا جائے گا اور "ناگہانی موت" عام ہوجائے گی"۔

(کنزالعمال)

۸۔ قیامت کی خاص نشانیاں

"قیامت کی خاص علامات میں سے ہے' ۱۔ بدکاری' ۲۔ بدزبانی' ۳۔ قطع رحمی (کا عام ہوجانا) ۴۔ امانت دار کو خیانت کار اور خائن کو امانت دار قرار دینا"۔

(کنزالعمال)

۹۔ کرائے کے گواہ اور پیسوں کے حلف

"لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ سچوں کو جھوٹا اور جھوٹوں کو سچا کہا جائے گا' اور خیانت پیشہ لوگوں کو امانت دار اور امانت دار لوگوں کو خیانت پیشہ وبتلایا جائے گا' بغیر طلب کئے لوگ گواہیاں دیں گے اور بغیر حلف اٹھوائے حلف اٹھائیں گے اور کمینے باپ دادا کی اولاد دنیاوی اعتبار سے سب سے زیادہ خوش نصیب بن جائیں گے جن کا نہ اللہ پر ایمان ہوگا نہ رسول پر"۔

(مجمع الزوائد)

۱۰۔ دین کے لیے مشکلات کا پیش آنا

"لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں اپنے دین پر ثابت قدم رہنے والے کی مثال ایسی ہوگی جیسے کوئی شخص آگ کے انگاروں سے مٹھی بھر لے"۔

(ترمذی)

۱۱۔ نیک لوگوں سے محرومی کا نقصان

"نیک لوگ یکے بعد دیگرے رخصت ہوتے جائیں گے جیسے چھنائی کے بعد ردی جو یا کھجوریں باقی رہ جاتی ہیں ایسے ناکارہ لوگ رہ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پروا نہیں کرے گا"۔

(کنزالعمال)

۱۲۔ جاہل عابد اور فاسق قاری

"آخری زمانہ میں بے علم عبادت گزار اور بے عمل قاری ہوں گے"۔

(کنزالعمال)

۱۳۔ مساجد پر فخر

"قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ مسجدوں میں (بیٹھ کر یا مسجد کے بارے میں) فخر کرنے لگیں گے"۔

۱۴۔ دو جہنمی گروہ

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ دو جہنمی گروہ ایسے ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا (بعد میں پیدا ہوں گے) ایک وہ گروہ جن کے ہاتھوں میں بیل کی دم جیسے کوڑے ہوں گے وہ ان کوڑوں کے ساتھ لوگوں کو (ناحق) ماریں گے' دوم وہ عورتیں جو (کہنے کو تو) لباس پہنے ہوئے ہوں گی لیکن (چونکہ لباس بہت باریک یا ستر کے لیے ناکافی ہوگا اس لیے وہ) درحقیقت برہنہ ہوں گی (لوگوں کو اپنے جسم کی نمائش اور لباس کی زیبائش سے اپنی طرف) مائل کریں گی۔ (اور خود بھی مردوں سے اختلاط کی طرف) مائل ہوں گی' ان کے سر (فیشن کی وجہ سے) بختی اونٹ کے کوہان جیسے ہوں گے' یہ عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی نہ جنت کی خوشبو ہی ان کو نصیب ہوگی' حالانکہ جنت کی خوشبو دور دور سے آرہی ہوگی"۔

(صحیح مسلم)

اسلام اخلاق سے پھیلا یا تلوار سے؟

مفتی حسن علی منصور

اسلام اخلاق حسنہ کی دعوت دیتا ہے جبکہ جہاد تلوار سے کیا جاتا ہے اور تلوار اخلاق کی ضد ہے اور اسلام اخلاق سے پھیلا ہے نہ کہ تلوار سے!

شبہ اور اس کا جواب! بے شک اسلام اخلاق سے پھیلا ہے لیکن یہ دعویٰ غلط ہے تلوار اخلاق کی ضد ہے یہ شبہ اس وقت پیدا ہوا جب حضرات علمائے کرام سے پوچھا گیا کہ اسلام کی اشاعت کس طرح ہوئی۔ انہوں نے ایک جامع لفظ اخلاق' کو استعمال فرمایا اور جواب دیا کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے

لیکن علمائے کرام کے اس قول سے یہ ثابت کرنا کہ اسلام کی اشاعت میں تلوار کا کوئی دخل نہیں ہے بلکہ تلوار تو اخلاق کی ضد ہے دین کو بگاڑنے اور مسلمانوں ؟کو نہتا کرکے اپنے دشمن کیلئے تر نوالہ بنانے کی ایک سوچی سمجھی سازش ہے اس مسئلے پر مفصل بحث کرنے سے قبل ایک بات کا ذکر ضرور محسوس کرتا ہے کہ آخر اس سوال کی کیا ضرورت پیش آئی کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے یا تلوار سے؟ اور ایک خاص دور میں خاص لوگوں کی طرف سے یہ سوال کیوں اس شدومد کے ساتھ اٹھایا گیا؟

اصل بات یہ تھی کہ مسلمانوں کی بہادری' جوانمردی' تلوار بازی اور شوق شہادت کے سامنے پوری دنیا کا کفر بے بس ہو چکا تھا اور حالت یہ تھی کہ کافر کیلئے اسلام' موت یا غلامی کے علاوہ چوتھا اور کوئی راستہ باقی نہیں تھا۔ اطراف عالم میں مسلمان فاتحین پہنچ چکے تھے اور لاکھوں انسان جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے تھے علاقوں کے علاقے ان کے سامنے سرنگوں ہو رہے تھے ایسے وقت میں مسلمانوں دشمن منافقین اور یہودیوں نے یہی سوچا کہ مسلمانوں کو میدان میں شکست دینا اور طاقت کے زور پر ان کی یلغار کو روکنا بالکل ناممکن ہے اب کسی طرح اس بہادر قوم کو بزدل بنادیا جائے تیرو تلوار کے ان شیدائیوں کو اسلحے سے متنفر کیا جائے۔ عیش و عشرت کی زندگی کو شہادت کی موت کے بھلانے کا ذریعہ بنایا جائے چنانچہ انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کیا کہ اسلام تو طاقت کے بل بوتے پر دنیا میں مسلط ہوا ہے اس نے تلوار کی نوک گلے پر رکھ کر لوگوں کو کلمہ پڑھایا۔ اس نے جبرواستبداد اور استحصال کے ذریعے ملکوں پر حکمرانی حاصل کی ہے کافروں کے اس خطرناک اور زہریلے پروپیگنڈے کے جواب میں وقت کے علماء نے ان قرآنی احکامات کی وضاحت فرمائی کہ اسلام کسی کو زبردستی مسلمان ہونے کا حکم نہیں دیتا اسلام کا نظام' نظام جبر نہیں بلکہ نظام اخلاق ہے علمائے کرام کی یہ تصریح بالکل درست تھی کہ دین اسلام کو قبول کرنے کے سلسلے میں ہمارے مذہب میں کوئی جبرواکراہ نہیں ہے بلکہ جس کا دل چاہے مسلمان ہو جائے اور جس کا دل چاہے وہ جزیہ دے کر مسلمانوں کی غلامی میں رہے اور مسلمان اس کی جان و مال کا دفاع کریں گے اور اسلام کا نظام' نظام اخلاق ہے کہ اس میں ہر معاملے میں اخلاق کو مدنظر رکھا جاتا ہے مگر سازشیوں نے علماء کرام کی اس تصریح کا غلط مفہوم دنیا کو سمجھایا اور یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ علماء نے فیصلہ سنادیا ہے کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے اس میں نہ تلوار کی کوئی گنجائش ہے اور نہ کوئی دخل۔ چنانچہ اس بات کو اتنے زور وشور سے بیان کیا گیا کہ مسلمان واقعی تلوار اور اخلاق کو دو متضاد چیزیں تصور کرنے لگے انہوں نے سمجھا کہ ہمارے مذہب میں اسلحہ تو ایک جرم ہے ہمارا مذہب اخلاق کا درس دیتا ہے اور اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ کچھ بھی ہو جائے وطن چھوٹ جائے غلامی کرنی پڑے جان دینی پڑے عزت کو برباد کرنا پڑے مگر اسلحے کو ہاتھ نہیں لگانا چنانچہ کافروں کے اس پروپیگنڈے کی بناء پر آج کا مسلمان اسلحے کے زیور سے محروم ہو چکا ہے آج کی سوسائٹی میں علماء مشائخ اور دیندار طبقے کیلئے اسلحہ رکھنا اور اسے سیکھنا کسی فحش گناہ کی طرح معیوب بن گیا ہے تیر اندازی کی وہ محفلیں جو دور نبوت میں سجا کرتی تھیں ویران ہو چکی جس تلوار بازی کی بناء پر بارگاہ نبوت سے جو اعزازی کلمات ملتے تھے آج کا مسلمان ان سے محروم ہو چکا ہے چنانچہ مسلمان تو اسلحے سے دور ہو کر فاختہ کی طرح امن پسند' کمزور اور نہتا ہو چکا ہے اور اسے اسلحے کے خلاف اکسانے والی قوموں نے اسے تباہ کرنا اور حرف غلط کی طرح مٹانے کیلئے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم تک تیار کرلئے ہیں وہ مسلمانوں کے جس خطے کو چاہیں یا جس فرد کو چاہتے ہیں منٹوں میں ہٹادیتے ہیں انہیں کسی قسم کی مزاحمت یا دفاع کا سامنا تک نہیں کرنا پڑتا یہ نتیجہ ہے اس اخلاق پر عمل پیرا ہونے کا ہے جس اخلاق کو ہم نے تلوار کی ضد سمجھا ہے اور جس اخلاق کو ہم نے بزدلی' سستی' کاہلی اور لاپتی سمجھا۔ حالانکہ ایسے اخلاق کی تعلیم نہ قرآن نے دی ہے نہ حدیث نے نہ فقہاء نے یہ سمجھایا ہے اور نہ مشائخ اور اسلاف نے اس مختصر تمہید کے بعد اب ہم اس اصل مسئلہ کی طرف لوٹتے ہیں۔

- کافروں کے غلط پروپیگنڈے کو توڑنے کے لئے علماء کرام نے یہ فرمایا کہ اسلام کا نظام نظام اخلاق ہے اور اسلام اخلاق سے پھیلا ہے علماء کرام کی اس تصریح کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے دو امور پر بحث کرنا از حد ضروری ہے۔

۱۔ اخلاق کی تشریح ۲۔ اسلام قبول کرنے اور اس کے

نافذ ہونے کا فرق پہلا اہم مسئلہ اخلاق کی تشریح کا ہے تو خوب سمجھنا چاہئے کہ اخلاق سے صرف مسکرانے، ظلم سہنے کا نام نہیں ہے بلکہ ہر وقت ہر حال کے مطابق ایسا کام کرنا اور اس حال اور وقت کے مناسب ہو اور اس کے بگاڑ کا ذریعہ نہ ہو یہ اخلاق ہے۔ پیار کے وقت نرمی اور سختی کی جگہ پر سختی اخلاق کہلاتی ہے۔ کوئی آدمی کسی خطرناک سانپ کو دودھ پلا کر پال رہا ہو تاکہ یہ سانپ انسانوں کو نقصان نہ پہنچائے تو اس کا سانپ کو دودھ پلانا بظاہر اخلاق ہے مگر حقیقت میں ظلم ہے اب کوئی مفکر ہی اس آدمی کو اخلاق کا تاج پہنانے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ اخلاق کے اس معنی کو ایک عام فہم میں مثال کے ذریعہ سمجھا جاسکتا ہے کہ آدمی نے کسی کتے کو پیاسا مرتے دیکھا اور اس نے اسے پانی پلادیا اس کا یہ فعل یقیناً" اخلاق ہے لیکن اس نے جیسے ہی اس کتے کو پانی پلایا کتا کسی مسلمان عورت کو کاٹنے کے لئے لپکا اب اس نے لاٹھی کے ذریعہ کتے کا علاج کیا تو اس کا مارنا بھی اخلاق ہی ہے۔

ایک باپ نے اپنے بیٹے کو فحش کاری میں مبتلا دیکھ کر بھی کچھ نہ کہا اور اس پر اپنے احسانات جاری رکھتا ہے تو یہ بات اخلاق کا خوگر نہیں ظلم کا پجاری ہے پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کی گواہی قرآن مجید نے ان الفاظ میں دی ہے انک لعلی خلق عظیم

اس گواہی کا تقاضا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ مجسم اخلاق تھے لیکن ہم سیرت نبوی ﷺ کے مطالعے میں جہاں آپ کی رحم دلی 'غرباء پروری' بیکسوں کی فریاد رسی جیسی عظیم صفات کو دیکھتے ہیں وہاں ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ خود ستائیس مرتبہ تلوار اٹھاکر کفر کے مقابلے میں نکلے اور آپ ﷺ نے پچھتر مرتبہ اپنے صحابہ کرامؓ کو مختلف جنگی مہموں پر روانہ فرمایا آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ابی بن خلف جیسے خبیث النفس کافر کو قتل فرمایا اور کعب بن اشرف' حی بن اخطب' رافع بن خدیج' عصما' زید بن سفیان جیسے کافروں کے قتل کا حکم دیا اور ان کے قتل کرنے والوں کو بڑی بڑی بشارتوں سے نوازا۔ بنی قریظہ کے سات سو سے زائد یہودیوں کے ذبح کا حکم جاری فرمایا بدر میں ستر کفار کے مرنے کی جگہیں جنگ سے قبل بتلادیں آپ ﷺ نے تلوار رکھنے کے فضائل بیان فرمائے اس کے سیکھنے اور تیراندازی ترک نہ کرنے کے احکامات جاری فرمائے ظالم کافروں کے قتل کرنے کی فضیلت بیان فرمائی کیا خدانخواستہ ہم آنحضرت ﷺ کے ان افعال واقوال کو نعوذ باللہ بداخلاقی کہنے کی جرات کرسکتے ہیں کیونکہ اگر اخلاق اور تلوار آپس میں متضاد چیزیں ہیں تو پھر یقیناً" تلوار اٹھانا بداخلاقی ہی کہلائے گا۔

مگر تاریخ گواہ ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے تلوار اٹھوائی اور کفر کے کینسر کو سرزمین حجاز سے کاٹ پھینکا تو پورا معاشرہ صحت مند ہوگیا اور اسلام اور ایمان کی ہوائیں قیصرو کسریٰ کے کفر کو ہچکولے دینے لگیں ایک اور قابل نکتہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے متعلق پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا کہ آپ کا اخلاق قرآن مجید تھا یہ روایت بالکل درست روایت ہے اس روایت میں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے قرآن مجید کو آنحضرت ﷺ کا اخلاق قرار دیا ہے۔ اب قرآن مجید کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید نے مسلمانوں کو نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ کے ساتھ جہاد اور قتال کا حکم دے دیا ہے اور قتال کی فرضیت کا اعلان فرمادیا ہے۔

کتب علیکم القتال .... ترجمہ .... تم پر قتال فرض کیا گیا" بلکہ قرآن مجید کے محکم احکامات سے جس طرح جہاد کا حکم اس کی فرضیت یا اس کی فضیلت اس کی جزئیات کی تشریح اس کے مقاصد اس کی حدود معلوم ہوتی ہیں کسی اور حکم کے متعلق ایسی تشریح قرآن مجید میں موجود نہیں ہے چالیس سے زائد مقامات پر تو قتال کا لفظ استعمال ہوا ہے شہداء کی ایسی فضیلتیں قرآن نے جتائی ہیں کہ اگر ان کا تذکرہ کیا جائے تو شوق شہادت سے دل پھٹنے لگ جائے۔ سوال یہ ہے کہ کیا قرآن مجید نعوذ باللہ بداخلاقی کی دعوت دے رہا ہے یا صرف قتال جیسی مجبوری کے وقت کی چیز (جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے) پر اس قدر زور لگا رہا ہے اور قتال چھوڑنے پر طرح طرح کی وعیدیں سنا رہا ہے بہرحال یہ بات ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ جیسے اخلاق کسی کے نہیں اور قرآن مجید مکمل طور پر درس اخلاق ہے اور ہمیں ان دونوں میں تلوار' جہاد اور قتال جیسی چیزیں وافر مقدار میں نظر آرہی ہیں چنانچہ ہم دعوے کے ساتھ یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے اور اخلاق اس وقت تک مکمل نہیں ہوتے جب تک اس میں تلوار نہ ہو۔ اس کی عقلی حیثیت بھی مخفی نہیں ہے ایک ڈاکٹر ایک مریض کے جسم کے کینسر کو کاٹنے کا حکم دیتا ہے مگر اسے کوئی بھی نہیں کہتا کہ ڈاکٹر صاحب آپ تو پڑھے لکھے آدمی ہیں آپ کیسے کاٹنے کی باتیں کررہے ہیں آپ کو تو اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے بلکہ کینسر کو تیز دھار چھری سے کاٹنے پر ڈاکٹر صاحب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے اور اسے فیس بھی دی جاتی ہے۔

اور اگر معاشرے سے کفر کے کینسر کو کاٹنے کی بات کی جائے تو یہ بداخلاقی نظر آتی ہے حالانکہ اللہ کے دشمن اور انسانیت کے دشمن کافروں کا وجود اس معاشرے کیلئے کینسر سے بھی زیادہ خطرناک ہے آج اس چیز کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ کفر کے کینسر کے غلیظ اثرات کس طرح سے اہل ایمان کے گھروں اور دلوں تک پہنچ چکے ہیں فحاشی اور عریانی جیسی غلاظتیں اب عیب نہیں رہیں پھر سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایک چھوٹی سی مرغی اس وقت تک حلال نہیں ہوتی جب تک چھری کے ذریعے سے اس کے ناپاک خون کو اس کے جسم سے نہ نکال لیا جائے اور چھری چلاتے ہوئے اللہ کی عظمت کی تکبیر نہ پڑھی جائے تو اتنا بڑا معاشرہ جس میں بے انتہا گند سرایت کرچکا ہے اس وقت تک کیسے پاک ہوسکتا ہے جب تک چھری کے ذریعے اس گند کو باہر نہ نکال دیا جائے اور جب یہ گند نکل جائے گا اس وقت لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوں گے آج کے بعض لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ کافر ہمارے اخلاق دیکھ کر خود مسلمان ہوجائیں گے اس دور میں یہ دعویٰ مضحکہ خیز ہے کیونکہ اخلاق اس قوم کے دیکھے جاتے ہیں جس کی

اپنی کوئی حیثیت ہو جس کا اپنا کوئی نظام چل رہا ہو آج تک ایسا نہیں ہوا کہ کوئی آزاد قوم کسی غلام قوم کے اخلاق سے متاثر ہو کر اس کی غلام بن گئی ہو جس زمانے میں مسلمان فاتحین کی شکل میں ملکوں میں داخل ہوتے تھے تو لوگ ان کو دیکھتے تھے اور مسلمان ہوتے تھے مگر اس وقت ہم ایک قوم کی حیثیت سے کوئی وقعت ہی نہیں رکھتے ہمارا اسلامی نظام کہیں بھی نافذ نہیں صرف کتابوں میں موجود ہے۔ اور ہمیں اس کے نافذ کرنے میں کوئی دلچسپی بھی نہیں ہے بلکہ ہم تو حکومت و خلافت کے نام سے چڑتے ہیں اور کرسی کو فساق و فجار کی ملکیت سمجھتے ہیں ہم نے چند عبادات کو اسلام سمجھ رکھا ہے اور ایک عالمگیر نظام کو رہبانیت بنادیا ہے ایسے وقت میں ہمارا قومی ملی اور دینی وجود ہی پارہ پارہ ہے ہم کس منہ سے کہتے ہیں کہ لوگ ہمارے اخلاق دیکھ کر خود اسلام میں آجائیں گے اور اگر چند افراد کہیں پر اسلام میں داخل ہو بھی گئے یا ہو رہے ہیں تو اس سے اسلام کو وہ غلبہ اور عظمت تو نہیں مل سکتی جس کا ہمارے رب نے ہمیں مکلف بنایا ہے۔

ہاں اس کا الٹ ہو رہا ہے اور ہمارے مسلمان اپنے حاکم کفار کے طور طریقوں سے بری طرح متاثر ہو رہے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں مرتد ہو چکے ہیں معلوم نہیں ہم کب تک اپنے ان اخلاق کے ذریعے سے مسلمانوں کو کفر کے جہنم میں دھکیلتے رہیں گے اگر ہم اسلاف کے نقش قدم پر چل کر اسلام کی عظمت کے لئے محنت کرتے تو ہمیں آج یہ پستی نہ دیکھنی پڑتی مگر آج ہمیں اپنی عزت کا دھیان تو ہے لیکن دین کی ذلت و پستی کا کوئی غم نہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کے دور میں بھی یہی طریقہ چلتا رہا کہ اسلامی دعوت کے پیچھے تلوار ضرور ہوا کرتی تھی کہ اس دعوت کو رد کرنے والے حکومت نہ کرتے رہیں بلکہ یا تو انہیں ذلیل و رسوا ہو کر جزیہ دینا پڑے گا اس کے علاوہ کوئی اور صورت نہیں رکھی گئی کہ اسلامی دعوت کو رد بھی کردیں اور عزت کے ساتھ حکومتیں بھی کرتے رہیں اور مسلمانوں پر مظالم بھی ڈھاتے رہیں بہرحال یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ تلوار اخلاق کا اہم ترین جزو ہے اور جو اخلاق سے تلوار کا عاری ہو گا وہ پستی و ذلت کا باعث ہو گا۔

اخلاق کی غلط تشریح کرنے والے اگر اب بھی مسلمانوں کو تلوار اٹھا کر اپنے جان و مال عزت و عصمت اور وطن کی حفاظت کرنے کی اجازت دینے کیلئے تیار نہیں ہیں اور اس وقت بھی تلوار اٹھانے کو اخلاق کی ضد سمجھتے ہیں پھر ہمیں یہ کہنے میں ذرا بھی عار نہیں ہے کہ یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں یہ قرآن و سنت میں تحریف کرنے والے ملحدین ہیں یہ مستشرقین کا وہ ٹولہ ہے جو مسلمانوں کو مٹانے کے لئے ان کی صفوں میں گھسا ہوا ہے ان ظالموں کا بس چلتا تو یہ قرآن مجید سے جہاد و قتال کی آیات کو کھرچ دیتے مگر اس عاجز ہونے کی وجہ سے یہ فضول تاویلوں کا سہارا لے رہے ہیں۔ اور مسلمان باپ کے سامنے بیٹی کو ننگا کیا جارہا ہے بھائی کو باندھ کر اس کے سامنے اس کی بہن کی چادر عصمت تار تار کی جارہی ہے مگر یہ میر جعفر اور میر صادق کے ان زندہ کرداروں کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ الحمدللہ ! مسلمانوں کے مقتدر علماء اور مشائخ جہاد کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ اور ان کے فتووں نے ان ملحدوں کے مکر کو خاک میں ملادیا ہے۔ اب مسلمان اپنے تحفظ کے لئے اسلحہ اٹھا چکے ہیں کاش وہ کچھ پہلے اس زیور کو تھام لیتے تو آج یہ ویرانی اور بربادی گلشن اسلام کو نصیب نہ ہوتی۔

دوسرا اہم مسئلہ اسلام کے قبول کرنے کا مسئلہ ہے تو اس پر اہل اسلام کا اجماع ہے کہ کسی پر بھی جبر و کراہ کا معاملہ نہیں کیا جائے گا یعنی کسی کے گلے پر تلوار کی نوک رکھ کر کلمہ پڑھنے کی تلقین نہیں کی جائے گی اور یہی مفہوم ہے قرآن مجید کی آیت لااکراہ فی الدین کا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے صرف زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں کے ساتھ قتال فرما کر اس مسئلے کو قیامت تک کیلئے واضح فرمادیا کہ نظام اسلام میں کسی قسم کی رخنہ اندازی اور کتر و بیونت کو ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا اس لئے ان دونوں مسئلوں کو خلط ملط کرنے کی بجائے مکمل تفصیل کے ساتھ سمجھنا چاہئے کیونکہ اسلام کے مزاج میں کسی تبدیلی کی گنجائش نہیں ہے۔ اگر ہم اس کے پھیلنے میں تلوار کو نظرانداز کردیں تو نعوذباللہ صحابہ کرامؓ کی قربانیاں فضول قرار دی جائیں گی کہ اسلام کی ترویج و اشاعت میں تو تلوار کی اجازت نہیں تھی جبکہ ان حضرات نے تلوار کو استعمال کیا اور اکثر علاقے تلوار کی نوک پر فتح کئے اور تلوار ہی کے ذریعے سے گندے مواد کو صاف فرمایا جب مطلع صاف ہو جاتا ہے اور مسلمان ایک باعزت حیثیت کے ساتھ کسی ملک میں داخل ہوتے تو اب لوگوں کو ان کے اخلاق دیکھنے کا موقع ملتا ہے اور وہ گروہ در گروہ دین میں داخل ہوتے اور حالات نے واضح کردیا وہ داعی کا معیار ہے جن کی دعوت کے پیچھے تلوار ہوا کرتی تھی خود حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ صاحب نے تفسیر معارف القرآن میں مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر

"تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے نکالا گیا ہے تم نیکیوں کا حکم کرتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو" امت محمدیہ کے خیرامت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دعوت کو ٹھکرا نہیں سکے گا کیونکہ ان کی دعوت کے پیچھے جہاد کا عمل موجود ہے جو ان کی دعوت کو نہیں مانے گا جہاد کے ذریعے اس کا خاتمہ کیا جائے گا جبکہ پہلی امتوں میں دعوت کا عمل تو موجود تھا مگر ان کی دعوت کے پیچھے جہاد کی پاور نہیں تھی یہ خلاصہ ہے اس تقریر کو حضرت مفتی صاحبؒ نے آیت کریمہ کے ذیل میں فرمائی ہے۔

بہت سی حدیثوں میں اسلحے کی مختلف فضیلتیں آئی ہیں مثلاً" ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت تلوار اٹھانے والے پر اپنے ملائکہ کے سامنے فخر فرماتے ہیں ایک حدیث میں فرمایا تلوار اٹھا کر نماز پڑھنے والے کی نماز دوسرے لوگوں کی نماز سے ستر گنا زیادہ افضل ہے بہرحال اس قسم کی احادیث بہت زیادہ ہیں اخلاق کے وہ شارحین جو اخلاق کو تلوار کی ضد بتاتے ہیں ان احادیث کریمہ

باقی ص ۲۲ پر

ختمِ نبوّت کے مُحافظ

محمد طاہر رزاق

ایک عید جو ہم نے جیل میں گزاری

۱۹۵۳ء کا ذکر ہے تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں کراچی جیل سے ایک ماہ کے بعد ہمیں حیدر آباد جیل میں منتقل کیا گیا۔ میرے ہمراہ امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم‘ حضرت مولانا سید ابو الحسنات مرحوم‘ مولانا عبد الحامد صاحب بدایونی ممبر اسلامی مشاورتی کونسل‘ صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب سجادہ نشین آلو مہار شریف‘ مولانا عبد الرحیم جہلمی اور اللہ نواز ایڈیٹر "حکومت" بھی تھے۔

حیدر آباد سے ایک دن ہمارا چالان سکھر سینٹرل جیل بھیج دیا گیا ور ہمیں ایک جیل گاڑی میں سوار کرا کے سکھر لایا گیا(جسے بخاری صاحب مرحوم سقر کہا کرتے) یہ نیو جیل کہلاتی ہے جو سکھر شہر سے دو میل کے فاصلہ پر کراچی لاہور روڈ پر ایک نہر کے کنارے آباد ہے۔ گرمی میں سخت گرم اور سردیوں میں سخت سرد اس کا مزاج ہے۔ دروازہ پر افسران جیل نے ہمارا استقبال کیا اور ہمارے سامان کی تلاشی لینے کے بعد ہمیں پانچ دروازے پار کرا کے ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی میں پہنچا دیا گیا جو طول و عرض میں آٹھ مربع فٹ تھی۔ باہر سے دروازہ بند کر کے تالا چڑھا دیا گیا۔

اب ہم ساری دنیا سے نہیں بلکہ جیل کی آبادی سے بھی کٹ گئے تھے۔ پہلی شب ہم پر بہت ہی کٹھن گزری۔ مسور کی دال‘ جس میں تیل کا تڑکا اور چاول کی روٹی غذا مقرر ہوئی۔ کمرہ کی کھڑکی بند تھی روشندان ندارد۔ صرف ایک چھوٹا سا دروازہ ہی تھا جس کا بڑا قفل ہمیں اندر سے نظر آتا تھا۔ ہوا کبھی کبھی آتی تھی جسے ہم سب باری باری تقسیم کر لیتے تھے اور جب کبھی دم گھٹنے لگتا تو سب ہی دروازہ کے ساتھ پھنس پھنسا کر منہ رکھ لیتے تھے۔ خواجہ ناظم الدین مرحوم کی حکومت نے ہمیں سی کلاس سے بھی بد تر درجہ عطا فرمایا تھا۔

پہلی رات کٹ گئی۔ پھر در و دیوار مانوس ہو گئے‘ فضا آشنا ہو گئی۔ شاہ صاحب مرحوم نے فرمایا کہ اب یہاں سے مر کر ہی چھٹکارا ہے۔ صبر شکر کے ساتھ سب نے بستر کے ساتھ بستر جوڑے اور موت کا انتظار کرنے لگے۔ کئی ماہ اندر ہی گزر گئے۔ میں نے ایک دن صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ سے کہا کہ آج اگر سپرنٹنڈنٹ جیل آئے تو اسے کہیں کہ دوپہر کے وقت ہمیں ۵ منٹ کے لئے سامنے والے باغ میں بیٹھنے کی اجازت مرحمت فرما دیجئے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ سکھر میں ان دنوں گرمی ۱۲۵ درجہ تھی۔ مرغی کے انڈے کو اگر پانی میں ڈال کر رکھ دیا جائے تو پانچ منٹ میں وہ ابل جاتا تھا۔ رات کو سرخ آندھی چلتی تھی جو کئی کئی دن مسلسل چلا کرتی اور سر‘ منہ آنکھیں اور سارا بدن سرخ ہی سرخ ہو جاتا تھا۔

اب ذرا باغ کی کیفیت بھی ملاحظہ فرمائیے جو ہماری نظروں میں باغ تھا‘ ریت کا ایک چھوٹا سا قطعہ جس پر صرف دو درخت تھے۔ ان میں ایک تو ٹنڈ منڈ اور دوسرے کے البتہ کچھ برگ و بار تھے‘ جس سے گنجی کالی چھاؤں ہو جاتی تھی۔

سپرنٹنڈنٹ جیل کے ذوروا ایک پادری بزرگ تھے اور بڑے ہی نیک اور شریف النفس انسان تھے۔ انہوں نے ہماری درخواست منظور فرمائی اور ایک بجے سے دو بجے تک ہمیں باہر بیٹھنے کی اجازت دے دی۔ تصور فرمائیے کہ اس تنگ و تاریک کوٹھڑی میں ہمارا کیا حال ہو گا جو ہم نے کڑکتی ہوئی دوپہر میں باہر آنے کی خواہش کی۔

ہم سب جب باہر آکر بیٹھے تو اگرچہ سایہ اتنا نہ تھا جو ہمارے لئے کافی ہو تاہم ہم نے اپنے آپ کو جنت میں پایا۔ غازی اللہ نواز اس سایہ کو "کانا سایہ" کہا کرتے تھے مگر اس جنت میں بھی گرمی اور لو۔ العیاذ باللہ یوں ہی دن گزرتے گئے اور ماہ رمضان آگیا۔ سحری کے وقت جنگل کا ساگ‘ تیل کا تڑکا اور چاول افطاری کے لئے کبھی بینگن اور یہی من و سلویٰ‘ صبر و شکر کے ساتھ روزے رکھتے تھے۔

ڈیڑھ ماہ کے بعد ہمارے گھر والوں کو پتہ چلا کہ ہم سکھر جیل میں ہیں۔ ۲۴ رمضان المبارک کو مجھے لاہور سے خط آیا کہ میری چھوٹی ہمشیرہ جاں بلب ہے اور اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔ اس بچی کو میں نے ہی پرورش کیا تھا اور میں نے ہی اس کی شادی کی تھی۔ والدہ مرحومہ کے انتقال کے وقت یہ دو برس کی تھی اور والد مرحوم کی رحلت کے وقت اس کا سن چھ برس کا تھا۔

اس کی علالت کا پڑھ کر دکھ ہوا مگر سوائے صبر و شکر کے کوئی چارہ کار نہ تھا۔ تیسرے روز پتہ چلا کہ مسٹر نقوی چیف کمشنر کراچی کو لکھا گیا تھا کہ وہ ہمشیرہ کی علالت کے باعث مجھے چند دنوں کے لئے پیرول پر رہا کر دیں۔

گھر والوں کی یہ خواہش مسترد ہو گئی۔

ایک رات اچانک مجھے درد گردہ شروع ہو گیا اور اس نے ایسی شدت اختیار کر لی کہ میں ساری رات بے ہوش رہا۔ جیل کی زندگی بھی عجب ہے۔ بخاری صاحب مرحوم نے لاکھ احتجاج کیا' صدائیں بلند کیں مگر ڈاکٹر کہاں۔ مولانا ابو الحسنات مرحوم نے شور مچایا' مگر کون سنے۔ میرے ساتھی مجھ سے بھی زیادہ تکلیف میں تھے۔ ان سے میری حالت دیکھی نہ جاتی تھی مگر سب کے سب مجبور تھے۔ سوائے بارگاہ رب العزت میں تاجدار ختم نبوت کے واسطہ سے التجا کے علاوہ اور کوئی علاج نہ تھا۔ صبح ہوئی' سات بجے ڈاکٹر صاحب تشریف لائے۔ دوائی دی الحمدللہ تین چار دن کے بعد صحت ہو گئی۔

عید الفطر میں پانچ دن رہ گئے تھے۔ قیدیوں کے گھروں سے عید کارڈ آرہے ہیں' ادھر سے بھی جواب لکھے جارہے ہیں۔ چاند رات کو حکام جیل نے اعلان کیا کہ کل صبح تمام قیدیوں کو پلاؤ ملے گا۔ ہمارے مشقتی قیدی بڑے خوش ہوئے مگر ہم نے وہی سحری و افطاری والی خوراک بحال رکھی۔ صبح ہوئی تمام قیدیوں نے ایک جگہ نماز عید ادا کی۔

صرف ہم "خطرناک اسیروں" کو کسی سے ملنے کی اجازت نہیں تھی۔ ہم نے بھی نماز عید ادا کی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل خطوط لے کر آئے۔ انہوں نے ہماری ڈاک ہمارے سپرد کی۔ مجھے بھی اپنی بیمار بہن کا خط ملا جسے میں نے ہاتھوں ہاتھ لیا' پڑھا اور رکھ دیا۔ اس میں لکھا تھا۔

"میرے بھیا! اس امتحان میں آپ کو پریشان کرنا نہیں چاہتی۔ اب قریب المرگ ہوں بخار دامن نہیں چھوڑتا۔ ایک سو چار درجہ حرارت سے گرتا نہیں۔ کھانسی زوروں پر ہے۔ محبوب بھائی ڈاکٹر صاحب کو لائے تھے۔ ایکسرے میں ٹی بی کی ابتدائی منزل ہے۔ ماں باپ نے مجھے آپ کے سپرد کیا تھا اور اب موت مجھے لئے جارہی ہے۔ کاش کہ میرے آخری وقت آپ میرے پاس ہوتے۔

آپ رسول اللہ ﷺ کے نام پر جو مصائب برداشت کر رہے ہیں اللہ آپ کو استقلال بخشے اور قیامت کے دن آپ کی قربانی ہمیں دربار رسالت میں سرخرو کرے۔

آپ بہادری سے قید کاٹیں۔ اگر زندگی رہی تو مل لوں گی ورنہ میری قبر پر تو آپ ضرور آئیں گے۔ سب بچے سلام کہتے ہیں اب ہاتھ میں طاقت نہیں لہٰذا خط ختم کرتی ہوں۔ (بھیا سلام) آپ کی بہن۔"

اس خط سے میرے دل میں ایک ہوک اٹھی۔ شاہ صاحب آبدیدہ ہو گئے۔ سب نے عزیزہ کی صحت کے لئے دعا کی۔ اس خط کا مطلب وہی سمجھ سکتا ہے جو وطن سے دور ہو اور پھر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہا ہو۔

ہمارے تمام خط سنسر ہوتے تھے مگر اس خط کو سنسر نہ کیا گیا۔

قیدی کی عید اس کے گھر والوں کی صحت و سلامتی کی خاطر ہوتی ہے مگر ہم سب کے دلوں میں ایک سمندر موجزن تھا اور دعا تھی کہ پروردگار! تاجدار ختم نبوت کے صدقہ میں ہمیں ہمارے مقصد میں کامیاب کرے' یہی ہماری عید ہو گی۔

(ہفت روزہ "لولاک" ۲۶ دسمبر ۱۹۶۹ء)

باطل نے بھی ہم کو جا جانا ہے دار و رسن کے راہی ہیں
ہم موت سے لڑنا جانتے ہیں اس بات کی قسمیں کھائی ہیں

تھانیدار مجھ سے ہی پوچھنے لگا "امین گیلانی کہاں ہے؟"

کئی دن پہلے تمام شہر میں اشتہار چسپاں کر دیئے تھے۔ پھر آخری روز منادی کی گئی کہ آج رات بعد نماز عشاء مین بازار شیخو پورہ میں جلسہ عام ہو گا۔ مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی تقریر فرمائیں گے۔ پنڈال میں ہزاروں سامعین جمع ہو گئے۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہو گیا۔ مولانا چنیوٹی اسٹیج پر پہنچ گئے۔ قاری محمد امین صاحب نے تلاوت کی۔ اب میری نظم کے بعد مولانا کی تقریر تھی۔ میں ابھی نظم پڑھنے کے لئے کھڑا ہی ہوا تھا کہ علاقہ کا مجسٹریٹ بمعہ تھانیدار اور پوری گارڈ کے آدھمکے اور مجھے بلوا بھیجا۔ میں گیا تو تھانیدار نے دفعہ ۱۴۴ کا نوٹس تھمایا۔ کہا پڑھ لیجئے۔ ڈی سی صاحب نے دفعہ ۱۴۴ لگادی ہے۔ آپ جلسہ نہیں کر سکتے اور یہ ہیں مولانا منظور احمد چنیوٹی کے وارنٹ گرفتاری۔ انہیں ہم نے گرفتار کرنا ہے۔ میں نے تھانیدار سے کہا کہ آپ نے ۱۴۴ لگانی تھی تو پہلے لگا دیتے۔ کیونکہ کئی دن سے جلسہ کے اشتہار شہر کے در و دیوار پر چسپاں تھے۔ پھر آج سارا دن شہر میں منادی ہوتی رہی آپ کا ۱۴۴ کا نوٹس بر موقع دینا صریحا" غلط ہے۔ کیونکہ ۱۴۴ دفعہ کے لئے پہلے سرکاری منادی ضروری ہوتی ہے اور رہی مولانا کی گرفتاری تو مجسٹریٹ صاحب آپ کے ساتھ ہیں پولیس آپ کے پاس ہے ہمت کریں آگے بڑھ کر گرفتار کر لیں اس میں میں تو آپ کی کچھ مدد نہیں کر سکتا۔ وہ لال پیلا ہو گیا اور مجھے دھمکانے لگا کہ ہم تمہیں بھی گرفتار کر لیں گے ورنہ فورا" جلسہ منتشر کر دو۔ میں نے بھی اسی انداز میں کہا میں سرکاری کارندہ نہیں' آپ ہیں۔ آپ خود اسٹیج پر جائیں اور لوگوں کو سرکاری حکم سنا دیں۔ یہ کہہ کر میں پھرتی سے اسٹیج پر جا پہنچا اور اعلان کر دیا کہ اب آپ کے سامنے مولانا منظور احمد صاحب تقریر کریں گے جب مولانا نے تقریر شروع کر دی میں چند ساتھیوں کو لے کر جلسہ گاہ سے دور ایک دکان میں چلا گیا۔ وہاں میں نے ساتھیوں کو سارا منصوبہ سمجھا دیا۔ پولیس نے بھی چاروں طرف سے جلسہ گاہ کو گھیر لیا۔ تھانیدار چوٹ کھائے ہوئے سانپ کی طرح بل کھا رہا تھا۔ مجسٹریٹ بھی سٹپٹا رہا تھا۔ مولانا جوش و خروش سے تقریر کر رہے تھے اور سامعین پے در پے نعرہ تکبیر اللہ اکبر' ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے میں نے جاتے ہوئے مولانا کے کان میں صورت حال کہہ دی تھی اور یہ بھی کہا کہ جب مضمون تقریر ختم ہو جائے تو دعا سے قبل آپ

جیب سے رومال نکال کر پیشانی پونچھیں۔ ادھر مولانا نے پیشانی پونچھی' ادھر میں نے مین سوئچ آف کر دیا یکدم اندھیرا چھا گیا۔ میرے متعینہ موٹر سائیکل سوار نے فوراً" مولانا کو پیچھے بٹھایا اور یہ جاوہ جا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ہم شکل اور اسی قد کاٹھ کے ہمارے دوست مولوی محمد احمد صاحب (میاں علی ڈوگراں والے) انہیں پہلے سے تیار کر رکھا تھا۔ وہ اندھیرے میں فوراً" اٹھے اور مائیک پر عربی میں دعا مانگنے لگے۔ سامعین آمین آمین کہتے رہے۔ دعا کے فوراً" بعد بیس پچیس نوجوانوں نے مولانا احمد کو نرغے میں لے لیا اور مولانا منظور احمد چنیوٹی زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے مسجد عید گاہ کی طرف چل پڑے۔ تھانیدار نے بڑی چستی سے ساری پولیس کے ساتھ اس جلوس کو گھیرے میں لے لیا۔ جب مسجد کی برقی روشنی میں پہنچے تو تھانیدار آگے بڑھا۔ نوجوانوں کو ہٹا کر مولانا کو گرفتار کرنا چاہا تو اچنبھے میں آگیا۔ وہ مولانا منظور احمد نہیں بلکہ مولوی احمد تھے۔ جھلا کر مجھ سے پوچھا مولانا منظور کہاں ہے؟ میں نے کہا حضور آپ پوری گارڈ کے ساتھ نگرانی کر رہے تھے مجھے کیا۔ پتہ پاؤں پٹخ کر بولا" میں صبح ہوتے ہی تم سب کا علاج کروں گا" میں خاموش رہا۔ وہ بکتا جھکتا بمعہ گارڈ چلا گیا۔ میں جہاں بھی تھا مجھے صبح ہوتے ہی اطلاع ملی کہ پولیس جامعہ فاروقیہ (رجسٹرڈ) کے مہتمم مولانا محمد عالم صاحب کو گرفتار کر کے لے گئی ہے اور آپ کی تلاش میں ہے۔ میں نے آرام سے ناشتہ کیا۔ جب کچہری کھلنے کا وقت ہوا تو قاری محمد امین صاحب کو بلا کر ساتھ لیا اور بچ بچا کر کچہری پہنچ گئے۔ چوہدری نذیر احمد ورک ایڈووکیٹ سے کہا کہ سیشن جج سے قبل از گرفتاری ضمانت کرانی ہے' کاغذات تیار کر لیں۔ وہ کاغذات تیار کرنے لگ گئے۔ قاری صاحب نے مجھ سے کہا آؤ شادی اتنے میں ہم سامنے والے پان والے سے پان کھا آئیں۔ ہم پان منہ میں ڈال کر سڑک پار کر کے احاطہ کچہری میں داخل ہونے ہی والے تھے کہ رات والا تھانیدار موٹر سائیکل پر سامنے آ گیا۔ میں نے آہستہ سے کہا قاری صاحب آپ کے پان نے مروا دیا۔ انہوں نے کہا خدا کارساز ہے۔ اتنے میں تھانیدار نے ہمارے برابر آکر بریک لگا دیا اور موٹر سائیکل پر بیٹھے بیٹھے مجھ سے مخاطب ہوا "امین گیلانی کہاں ہے"؟ میں نے کہا آپ کو اس سے کیا کام ہے؟ کہنے لگا کام یہی ہے کہ اس کے وارنٹ ہیں۔ ہم اسے تلاش کر رہے ہیں۔ میں نے کہا فکر نہ کریں ہم اسے اطلاع دے دیں گے۔ وہ خود حاضر ہو جائے گا۔

اس نے موٹر سائیکل اسٹارٹ کیا اور پھٹ پھٹ پھٹا کرتا ہوا چلا گیا۔ میں نے کہا قاری صاحب واقعی اللہ تعالیٰ نے اس کی مت مار دی۔

جب ہم سیشن جج کی عدالت میں پہنچے اور کارروائی شروع ہوئی تو وہی تھانیدار عدالت میں آگیا اور مجھے حیرت سے دیکھنے لگا۔ جب میری ضمانت ہوگئی تو ہم اکٹھے باہر نکلے۔ اب اس کا لب و لہجہ بدل گیا۔ کھسیانی ہنسی ہنس کر کہنے لگا گیلانی صاحب پولیس والے بڑے چالاک ہوتے ہیں مگر آپ ان کے بھی باپ نکلے رات سے اب تک دو دفعہ آپ نے مجھے شکست دی میں نے بھی ہنس کر کہا" میں نے نہیں" اس کارساز نے۔"

(عجیب و غریب واقعات" ص ۳۸ تا ۴۱' از سید امین گیلانی)

اور ایمان کی روشنی مل گئی

میں نے ایک دفعہ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ سے پوچھا آپ مرزائیت سے کیسے تائب ہوئے تو انہوں نے اپنا خواب سنایا۔

خواب: دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ لوگ قطار میں کھڑے ہو رہے ہیں میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ مجھے بتایا کہ رسول اکرم ﷺ تشریف لائے ہوئے ہیں ان کی زیارت کے لئے بندوبست ہو رہا ہے۔ یہ سن کر میں بھی قطار میں لگ گیا اور لوگ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے ہیں اور ہر آدمی کے سر کے اوپر ایک بلب روشن ہے میں نے اپنا سر اوپر کر کے دیکھا تو میرے سر کے اوپر بلب تو ہے مگر بجھا ہوا ہے میں بہت افسردہ اور شرمندہ ہوا کہ سب کے سروں پر بلب روشن ہیں میں ہی بد قسمت ہوں کہ میرا بلب بجھا ہوا ہے۔ اسی ندامت کے ساتھ آگے بڑھتا جا رہا ہوں۔ آخر میں بھی رسول اکرم ﷺ کے حضور پہنچ گیا مگر بہت شرمندہ ہوں۔ آنجناب نے فرمایا لال حسین تم چاہتے ہو کہ تمہارا بلب بھی روشن ہو جائے۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا اوپر دیکھو۔ میں نے دیکھا تو میرا بلب بھی روشن تھا۔ آنکھ کھلی تو یقین ہو گیا کہ اب تک میرے ایمان کا بلب بجھا ہوا تھا۔ اب خاتم النبیین کی نگاہ التفات سے روشن ہو گیا لہٰذا مرزائیت سے توبہ کر کے از سر نو مسلمان ہوا۔ (حدیث خواب" ص ۲۷' از سید امین گیلانی)

قادیانیت سے نجات

خواب: مولانا عتیق الرحمٰن چنیوٹی مرحوم سے بھی یہی بات دریافت کی کہ آپ کیسے مرزائیت کے دام سے نکلے تو انہوں نے خواب سنایا۔

"میں نے دیکھا کہ میں قادیان میں مرزائی مرکز سے نکل کر بازار میں چوک کی طرف جا رہا ہوں۔ چوک میں لوگ کھڑے ہیں جیسے مداری کا تماشہ دیکھ رہے ہوں۔ میں جب اس حلقہ میں پہنچا تو دیکھا لوگوں کے درمیان چند شخص کھڑے ہیں جن کے جسم انسانوں کے اور منہ کتوں جیسے ہیں اور وہ آسمان کی طرف منہ اٹھا کر رونے کے انداز میں چیخ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کسی نے کہا یہ مرزا غلام احمد کے مرید ہیں۔ فوراً" ڈر کر جاگ گیا۔ پھر توبہ کی اور اعلانا" مسلمان ہو گیا۔"

("حدیث خواب" ص ۲۸' از سید امین گیلانی)

تحفظ ختم نبوت کا انعام

حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری مرحوم

نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی وفات کے بعد ایک جلسہ عام میں ختم نبوت کے متعلق حضرت شاہ صاحب کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب کو اس خدمت کے بدلے اعلیٰ ترین مقام عطا فرمایا ہے۔ کہنے لگے مجھ سے ایک بہت بڑے عارف باللہ نے اپنا خواب بیان کیا۔ میں ان کا نام عام لوگوں میں نہیں بتاؤں گا۔ ہاں کوئی شخصیت پوچھنا چاہے تو وہ مجھ سے کسی وقت تنہائی میں پوچھ لے۔ پھر خواب بیان کیا۔

خواب: وہ بزرگ فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ رحمت دو عالم ﷺ ایک جگہ تشریف فرما ہیں۔ ان کے دائیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بائیں طرف فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہیں اور سامنے ایک تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور دوسرے حضرت عبد القادر رائے پوری بیٹھے ہیں۔ حضرت رسالت کے پاس دو عمامے رکھے ہیں۔ رسالت ﷺ نے ایک عمامہ کو اٹھا کر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا اور بخاری کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس نے ہماری ختم نبوت کی حفاظت کے لئے بہت ہمت کی یہ عمامہ اس کے سر پر رکھ دو۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب عمامہ بخاری کے سر پر رکھنے لگے تو بخاری صاحب نے ادب سے عرض کیا کہ حضور (ﷺ) میں نے جو کچھ لیا ان حضرت سے لیا یعنی حضرت رائے پوری سے۔ اگر مناسب خیال فرمائیں تو عمامہ پہلے ان کے سر پر رکھا جائے۔ یہ سن کر حضور پاک ﷺ نے اجازت دے دی۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رائے پوری کا عمامہ لے کر پہلے ان کے سر پر رکھا اور پھر بخاری صاحب کے سر پر۔

"حدیث خواب ص ۲۸-۲۹" از سید امین گیلانی)

مسلمانو! آؤ ہم بھی تحفظ ختم نبوت کا کام کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کرلیں۔ اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ سے ایک محبت بھرا تعلق پیدا کرلیں۔ شفاعت رسول ﷺ کو اپنی جانب متوجہ کرلیں۔ عاشقان رسول ﷺ کی متبرک فہرست میں اپنا نام لکھوالیں۔!

آؤ ہم عہد کریں کہ ہم روزانہ اپنے اوقات میں سے کچھ وقت نکال کر عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت و اشاعت کریں گے۔

آؤ ہم وعدہ کریں کہ ہم ہر ماہ اپنے مال میں سے ایک مخصوص رقم قادیانیت کے خلاف جہاد میں صرف کریں گے۔ آؤ ہم پیمان باندھیں کہ ہم اپنی اولاد کو اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے تیار کریں گے۔

مسلمانو! اگر حکومت پاکستان کی طرف سے اعلان ہو کہ محکمہ تعلیم کے ہر ملازم کو حکومت کی جانب سے انعامات دیئے جائیں گے۔ ان انعامات لینے والوں میں جہاں وائس چانسلرز' ڈائریکٹرز' پرنسپلز' پروفیسرز اور ہیڈ ماسٹرز وغیرہ کے نام آئیں گے وہاں محکمہ تعلیم کے چپڑاسیوں' مالیوں اور چوکیداروں کے نام بھی آئیں گے اور وہ بھی ان بڑوں بڑوں کے ساتھ انعامات حاصل کریں گے۔ اسی طرح جب حشر کے میدان میں اعلان ہوگا کہ میرے پیارے نبی ﷺ کی ختم نبوت کی حفاظت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج ان کے لئے بہت بڑے انعامات ہیں۔ ان انعام حاصل کرنے والوں میں جہاں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ' وحشی بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ' زید بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کے اسمائے گرامی آئیں گے' جہاں سید انور شاہ کشمیریؒ' پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ' مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ' حضرت عبد القادر رائے پوریؒ' پیر جماعت علی شاہؒ' سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ' مولانا محمد علی جالندھریؒ' شیخ یوسف بنوریؒ کے نام نامی آئیں گے' وہاں اللہ کی رحمت سے ہمیں یہ بھی امید ہے کہ چپڑاسیوں' مالیوں اور چوکیداروں کی جگہ ہم گناہگاروں کے نام بھی آجائیں گے (انشاء اللہ)۔ اس دن ہم اپنے مقدروں پہ ناز کریں گے۔ وہ دن ہمارے لئے عید کا روز ہوگا۔ ایسی عید جس پر کروڑوں عیدیں قربان۔

علامہ شیخ مخدوم محمد ہاشم سندھی کا نادر نایاب رسالہ

ذریعۃ الوصول الیٰ جناب الرسول ﷺ

شائع ہوگیا ہے۔

درود شریف کی سات منزلوں کا نفیس ترین مجموعہ

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کی نئی ترتیب اور اردو ترجمہ کے ساتھ نہایت آب و تاب سے منظر عام پر آچکا ہے۔ طلبہ اور تاجروں کے لئے خصوصی رعایت ہوگی۔ رابطے کے لئے:

ناظم مکتبہ۔ عتیق الرحمان لدھیانوی

مکتبہ لدھیانوی جامع مسجد فلاح فیڈرل بی ایریا نصیر آباد بلاک ۱۴ کراچی ۳۸

امام ابو حنیفہؒ

باشفقت قریشی سام

امام ابو حنیفہؒ کا اصل نام نعمان بن ثابت تھا۔ آپ زوطی کے پوتے تھے جو ایرانی نسل سے تھے۔ آپ کی پیدائش ۸۰ھ م ۶۹۹ء میں بصرہ میں ہوئی باپ کی اکلوتی اولاد تھے۔ زندگی کا بیشتر حصہ کوفہ میں گذرا۔ بچپن سے ہی ذکی اور فہیم تھے۔ امام اعظمؒ کے دادا زوطی جب اپنے بیٹے ثابت کو لیکر حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تو انہوں نے یہ دعائیہ کلمات فرمائے تھے۔ ”اے ازل وابد کے مالک زوطی کی نسل کو دونوں جہانوں میں سرخرو فرما“۔ جناب ثابتؒ نے تین سال کی عمر میں اپنے بیٹے نعمانؒ کو حضرت عاصمؒ کی شاگردی میں دیا تو انہوں نے فرمایا یہ بچہ تو ایسا ہے کہ جدھر سے گذرے گا درس گاہیں اور اساتذہ خود ہی پکاریں گے اے علم کے وارث ہماری طرف آؤ اور اپنی امانت حاصل کرلو تو حضرت عاصمؒ کی گفتگو سے ثابت کو یقین ہوگیا کہ حضرت علیؓ کی دعائیں ضرور رنگ لائیں گی۔ امام اعظمؒ نے بچپن ہی میں حضرت عاصم سے قرآن حفظ کرکے قرات کے آداب سیکھ لئے تھے۔ والدین نے گذر اوقات کے لئے آپؒ کو تجارت میں لگایا مگر انہوں نے ساتھ ہی حصول علم کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ ۹۶ھ میں اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ ۱۶ برس کی عمر میں حج بیت اللہ کے لئے گئے تو حضرت عبد اللہ بن حارثؓ کو خانہ کعبہ کے پاس کچھ دوسرے لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھا۔ حضرت عبد اللہ بن حارثؓ نے امام نعمانؒ کو دیکھ کر فرمایا کہ ”حضور اکرمؐ“ کا ارشاد ہے کہ جس نے دین کا تفقہ حاصل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے مقاصد کا ذمہ دار ہے۔ اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچائے گا جہاں سے گمان بھی نہ ہوگا چنانچہ آپؒ نے خود کو فقہ کے لئے وقف کرتے ہوئے فرمایا درحقیقت فرض کی ادائیگی۔ بندگی کا اظہار۔ اور دنیا و آخرت کا حصول فقہ کے بغیر ممکن نہیں اسلئے میں نے خود کو فقہ کے لئے وقف کردیا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ متقی۔ پرہیزگار۔ زاہد۔ عابد اور اللہ کی راہ میں سرکفت مرد حق پرست تھے۔ ایک رات انہوں نے خواب کی تعبیر پوچھنے کے لئے مختلف بزرگان دین کے دروازوں پر دستک دی۔ آخر کار محمد بن سرین کے شاگردوں میں سے ایک نے خواب کی تعبیر یوں بتائی۔ ”یہ بڑا شرف ہے اور بہت بڑا خواب ہے۔ بے شک آپ وہی شخص ہیں جو کتاب و سنت کے علم کو زندہ کریں گے۔ اللہ آپؒ کو کارزار حیات میں استقامت بخشے“۔ آپؒ واقعی کفر و باطل کی تاریکیوں میں ایمان و دولت کے اجالے ثابت ہوئے۔ ایک دفعہ اللہ کی حمد و ثنا اور عبادت میں مشغول تھے کہ اچانک جسم پر لرزہ سا طاری ہوگیا۔ اور غیب سے آواز سنائی دی اے ابو حنیفہ! تو کیا سمجھتا ہے کہ تیرا علم مکمل ہوگیا ہے یاد رکھو قرآن کے علم کے ساتھ حدیث بھی بہت ضروری ہے۔ پہلا حج اپنے والد بزرگوار کے ساتھ کرنے کے بعد تقریباً ۵۶ مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ شروع میں تو حج کے بعد سیدھے کوفہ واپس آجاتے تھے مگر غیب کی ندا سننے کے بعد معمول یہ ہوگیا کہ حج کے بعد مختلف مقامات پر جاکر مختلف محدثین کی مجلسوں میں شریک ہوکر علم کی پیاس بجھاتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق آپ چار ہزار درسگاہوں میں حاضری دیکر چار ہزار مقتدر علماء کرام سے فیضیاب ہوئے اور دل و دماغ کو تفسیر۔ حدیث اور فقہ کے علم سے منور کیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ نعمان بن ثابت دستور اسلام کے لئے ایک محور کی حیثیت رکھتے ہیں ان کے اجتہاد سے اسلامی فقہ خوش بودار گھاس کی طرح اطراف عالم میں مہک اٹھی۔ وہ امام حمادؒ کی درسگاہ میں دیر سے داخل ہوئے مگر اپنی بے پناہ ذہانت کی وجہ سے پہلے آنے والوں سے آگے نکل گئے اور ایک موقعہ پر ان کے استاد کو کہنا پڑا کہ ابو حنیفہؒ تم نے مجھے خالی کردیا ہے۔ ایک سفر کے دوران آپؒ کے استاد حمادؒ نے پانی دستیاب نہ ہونے کے باعث ساتھیوں کو تیمم کرکے نماز پڑھنے کا فتویٰ دیا۔ مگر ان کے شاگرد امام نعمانؒ نے عرض کیا کہ تیمم کی بجائے پانی ملنے کی امید میں نماز کو موخر کرلینا چاہئے۔ چنانچہ کچھ آگے گئے تو پانی مل گیا اور امام اعظمؒ نے وضو کرکے نماز ادا کی۔ امام حمادؒ نے اپنے شاگرد کے قول پر عملدر آمد کرنے کی تلقین فرمائی۔ امام ابو حنیفہ ہر نماز کے بعد اپنے والدین اور اساتذہ کے لئے خصوصی طور پر دعائے مغفرت فرمایا کرتے تھے۔ استادوں کے احترام کا یہ عالم تھا کہ اپنے استاد حماد کے مکان کی طرف پاؤں کرکے لیٹنے کو بے ادبی خیال کرتے تھے اور کبھی ایسا نہیں کیا۔

امام ابو حنیفہ کی علمیت کا شہرہ بلند ہوا تو عقل پرستوں کی دنیا میں زلزلہ آگیا۔ خارجیوں کی نیندیں حرام ہوگئیں اور آپ کے علم کو وہ اپنی موت سمجھتے تھے۔ ایک عمر رسیدہ خارجی نے امام اعظم سے سوال کیا کہ ایک شرابی مرد اور بدکار عورت کے جنازے پڑے ہوئے ہیں کیا وہ جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں۔ آپ نے پوچھا ان کا مذہب کیا تھا جواب ملا کہ وہ مسلمان تھے۔ آپ نے حضرت عیسیٰ کی بات یاد دلائی جو انہوں نے ایک بڑی اور گناہ گار قوم کے حق میں فرمائی تھی۔ حضرت مسیح نے فرمایا تھا اے اللہ اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو غالب اور حکمت والا ہے آپ نے

قرآن کریم سے ثابت کیا کہ کلمہ کی گواہی دینے والا اول و آخر مسلمان ہے خواہ وہ کتنا گنہ گار ہی کیوں نہ ہو۔ خارجیوں کا عقیدہ تھا کہ گناہ کبیرہ کرنے والا کافر ہوجاتا ہے۔ آپ نے مرنے والوں کے انجام کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے وہ چاہے تو شرط ایمان کے ساتھ بد ترین گناہ گاروں کو بھی معاف کرسکتا ہے اور اگر عذاب دینا چاہے تو اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اس مناظرے میں کامیابی کے بعد امام حنیفہؒ کی شہرت عام ہوگئی۔ جہم بن صفوان نے آپ سے مناظرہ کرکے راہ فرار اختیار کی تھی۔ ایک سازش کے تحت ایک رومی راہب اموی خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے دربار میں عام مسلمانوں کے ذہن منتشر کرنے اور عقائد خراب کرنے کے لئے اپنے مکارانہ سوال پوچھنے کے لئے بھیجا گیا۔ جب مختلف جوابوں سے وہ مطمئن نہ ہوا تو ہشام کے دربار میں ایک مرد حق نے آکر رومی راہب کو عقلی جواب دے کر لاجواب کردیا اور یہ سعادت امام ابو حنیفہ کو حاصل ہوئی تھی۔

علم و فضل کا آفتاب علم و آگہی کے افق پر تقریباً ۷۰ برس تک چمکنے کے بعد او جھل ہوگیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے ۲۸ رجب المرجب ۱۵۰ھ میں رحلت فرمائی۔ ان کی تعلیمات سے مخلوق خدا مالا مال ہورہی ہے اور تاابد مستفید ہوتی رہے گی آپ کی تعلیمات وہی ہیں جو اسلام کی بنیادی تعلیمات ہیں صرف انہوں نے یاد دلائیں جو لوگ بھول چکے تھے۔ آپ کو دین کے احیاء کا شرف حاصل ہوا۔ آپؒ کے چند اقوال زریں۔

۱۔ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے اس طرح غیر بھی اپنے بن جائیں گے۔

۲۔ اگر لوگوں کے ساتھ بد سلوکی کروگے تو خواہ تمہارے ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں وہ تمہارے مخالف بن جائیں گے۔

۳۔ لوگوں کو درجہ بدرجہ مقام دینا چاہیے۔

۴۔ شرفا کی عزت اور علماء کی تعظیم کرو۔

۵۔ نرم گفتاری اور صبر و تحمل کو اپنا شیوہ بنانا چاہیے۔

۶۔ اپنے قرابت داروں کا خیال رکھو۔

۷۔ نماز پنج گانہ کی پابندی کرو۔

۸۔ فساد کی خبر ملے تو اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔

۹۔ اگر کوئی تم سے بدسلوکی کرے تو اس سے درگذر سے کام لیتے ہوئے اچھا سلوک کرو۔

۱۰۔ لوگوں کے سامنے عام فہم مسائل بیان کرو۔

۱۱۔ صرف وہی حدیث بیان کرنی چاہیے جو سننے کے دن سے بیان کرتے وقت تک بالکل یاد ہو۔

آپؒ نے اپنے فقہ کے استاد امام حماد بن سلمان سے قیاس اور رائے کا طریقہ بھی سیکھا تھا اور اسے بے حد ترقی دی تھی۔ حدیث آپ نے نافع سے پڑھی تھی۔ آپؒ کسی حدیث کو قبول کرنے سے پہلے اسکی بڑی سختی سے چھان بین کرتے تھے اور فقہی احکام براہ راست قرآن کریم سے اخذ کرتے تھے آپ فرماتے تھے کہ "پہلے میں کتاب اللہ اور سنت نبوی پر عمل کرتا ہوں پھر دوسرے فتاویٰ اور اقوال کو مد نظر رکھتا ہوں۔ صحابہ کرامؓ کے علاوہ بھی کسی شخص کا عمل مجھے مطمئن کرے تو اس سے بھی فیض

باقی ص ۲۲ پر

ایسے پروانے کہاں ہوں گے؟

ابو الحسن منظور احمد شاہ آسی

آقائے دو جہان' جان دو عالم' فخر دو عالم' روح دو عالم سرور کائنات ﷺ سے محبت ایمان کی جان ہے۔ مسلمانوں کی شان ہے۔ آپؐ نے خود ارشاد فرمایا کہ تم میں سے اس وقت تک کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ماں باپ اولاد' برادری' خاندان اور تمام انسانوں سے زیادہ میرے ساتھ محبت نہ کرے۔ صحابہ کرامؓ کی یہی نشانی تھی۔ انہوں نے جب آپؐ کی غلامی اختیار کی تو برادری' خاندان۔ ماں باپ اولاد مال و دولت کو اگر چھوڑنا پڑا تو چھوڑ دیا۔ لیکن در اقدس نہیں چھوڑا۔ اسی وجہ سے منافقین صحابہ کرامؓ کو بے وقوف کہا کرتے تھے۔ معاذ اللہ۔ کہ دیکھو جی! ان صحابہ نے ہر چیز چھوڑ دی لیکن محمدؐ کو نہیں چھوڑ سکتے۔ پیاس' بھوک ہر چیز کی شدت کو برداشت کر رہے ہیں۔ لیکن دنیاوی آرام کے پیچھے نہیں جاتے۔ طرح طرح کی مشکلات کو گلے لگا لیا یہ بیوقوف نہیں تو اور کیا ہیں؟ معاذ اللہ۔ اللہ نے جواب دیا کہ بے وقوفو! تم دنیاوی چمک دمک کو دیکھ کر اس کے پیچھے لگ گئے اور دنیا پر مرمٹے اس کا پتہ تو تمہیں اس وقت چلے گا جب جہنم کے نچلے طبقہ میں ڈالے جاؤ گے۔ صحابہؓ کی نبی کریمؐ کے ساتھ کتنی محبت تھی اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ ایمان تازہ کرنے کے لئے ایک جھلک دکھاؤں۔ دیکھیں مقتادہ بن نعمانؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ احد میں جب کفار مکہ نے نبی کریمؐ پر یلغار کی اور نصیب دشمنان نے آپ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تو میں اس کمان سے تیر اندازی کر رہا تھا جو مجھے آپؐ نے عنایت فرمائی تھی یہاں تک کہ اس کا کنارہ ٹوٹ گیا۔ لیکن میں آپ کے سامنے کھڑا رہا۔ کفار کی تیر اندازی کا جواب دیتا رہا اور آنے والے تیروں کو روکتا رہا۔ اتنے میں ایک تیر آیا اور میری آنکھ کی پتلی نکل گئی اور میرے چہرے پر آنکھ کا پانی بہنے لگا۔ میں نے آنکھ کی پتلی کو ہتھیلی پر رکھا۔ اور خدمت اقدس میں عرض کی آقا میری آنکھ نکل گئی آپ نے جب میری زخمی آنکھ کو دیکھا اور حالت کا بھی جائزہ لیا تو آپ کی آنکھوں مبارک سے آنسو بہنے لگے۔ اور وہ پتلی مجھ سے لیکر آنکھ میں رکھی لعاب دھن لگایا اور زبان اقدس سے فرمایا کہ اے اللہ! قتادہ تیرے نبی کے چہرے کی حفاظت کر رہا تھا تو اس کے چہرے کی حفاظت فرمادے اور اسے دو اچھی آنکھوں والا کردے۔ اور اس کی بینائی میں تیزی پیدا فرمادے حضرت قتادہ فرماتے ہیں جب میرے آقا نے دعا فرمائی تو اللہ نے میری آنکھ میں روشنی فرمادی اور میری اس آنکھو کی نظر پہلے سے بھی زیادہ تیز ہوگئی یہ میرے آقا کا معجزہ تھا۔ صحابہ کی جانبازی بھی دیکھئے کہ آپ کے بچانے کے لئے اپنے چہرے کو پیش کردیا لیکن پیچھے نہیں ہٹے۔

۲۔ اسی غزوہ احد میں فتح کے بعد تھوڑی دیر کے لئے مسلمانوں کو شکست ہوئی اور صحابہ ادھر ادھر منتشر ہوگئے بارہ چودہ صحابہ آپؐ کے ارد گرد حلقہ بنا کر آپ کا دفاع کر رہے تھے خالد بن ولید جو اس کفار کے لشکر کی کمان کر رہے تھے اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے پوری کوشش کر رہے تھے کہ کسی طرح نبی کریمؐ تک پہنچ کر معاذ اللہ آپ کا قصہ تمام کردیں۔ اس بار صحابہ نے فولاد کی دیوار بن کر کفار کے سارے لشکر کا مقابلہ کیا کر رہے ہیں۔ انہی صحابہ میں مشہور صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص بھی جو مشہور تیر انداز تھے حضرت سعد بن ابی وقاص نہایت تیزی اور مستعدی کے ساتھ تیر اندازی فرماتے ہیں کہ کفار مکہ کو آگے بڑھنے کا موقع ہی نہیں ملتا اور دیگر صحابہ تلواروں اور دوسرے سامان حرب سے مشرکین کے لشکر کو روکے ہوئے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کا ترکش مقصود کائنات رحمت للعالمین کے مبارک ہاتھوں میں پکڑا ہوا ہے جونہی سعد بن ابی وقاص تیر چلاتے ہیں آپ ﷺ تیر نکال کر اپنے اس پروانے کو دیتے ہیں اور بخاری شریف کی روایت میں آتا ہے آپ ساتھ ساتھ حضرت سعدؓ سے یہ بھی فرماتے ہیں کہ سعد تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ قارئین ذرا غور کریں جس صحابی کی خدمات جاں نثاری اور فدا کاری دیکھ کر آقا فرمائیں کہ سعد تجھ پر میرے ماں باپ قربان اس صحابی سے بڑا خوش نصیب' خوش قسمت۔ خوش بخت دنیا میں کوئی اور ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی ہفت اقلیم کے خزانوں کا مالک بھی ہو جائے۔ ساری دنیا کی بادشاہت بھی حاصل ہو جائے تو ان الفاظ کے مقابلے میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہو سکتی۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔

۳۔ حضرت طلحہؓ بن براء حضور نبی کریمؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اس وقت طلحہ بچے تھے جب آپؐ سے ملے تو آپ سے چمٹنا شروع کردیا نہایت عقیدت سے نبی کریم سے معانقہ کیا آپؐ کو چوما' ہاتھوں کو چوما' پاؤں کو چوما کبھی پہلو کو چوما۔ آپؐ تعجب سے دیکھ رہے ہیں حضرت طلحہ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ خدا کی قسم ساری دنیا سے زیادہ مجھے آپ سے پیار ہے دو تین دفعہ انہوں نے یہی الفاظ

دہرائے آپ کو تعجب ہوا کہ ایک چھوٹا سا بچہ اور اتنی محبت کا اظہار! آپ نے طلحہ سے پوچھا کہ واقعی ساری دنیا سے زیادہ تمہاری میرے ساتھ محبت ہے حضرت طلحہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ بے شک! آپ نے فرمایا اچھا جاؤ اور جا کر اپنے باپ کو قتل کر دو حضرت طلحہ تیزی سے جانے لگے آپ نے جب دیکھا یہ تو واقعی قتل کر دے گا ان کو واپس بلایا اور ارشاد فرمایا کہ میں کائنات کے لئے رحمت بن کر آیا ہوں میں قطع رحمی کرنے نہیں میں صرف تمہارا امتحان لینا چاہتا تھا۔

٭ غزوہ بدر کے موقع پر جب قریش مکہ کی طرف سے مشہور عتبہ اور شیبہ اور ولید تینوں میدان میں نکلے مبارز طلب کی ان کے مقابلے کے لئے اپ نے انصار مدینہ میں سے تین صحابہ عبد اللہ بن رواحہ، حضرت معاذ؄ حضرت عوفؓ روانہ فرمائے۔ جب عتبہ کے مقابل پہنچے تو اس نے ان کے نام پوچھے ان صحابہ نے جب نام بتائے تو عتبہ سمجھ گیا کہ یہ انصاری ہیں اس کے سر میں قومیت کا بھوسہ بھرا ہوا تھا کہنے لگا میں یثرب کے چرواہوں سے لڑنے کے لئے نہیں آیا ہمارے مقابلے میں کوئی قریشی بھیجو یہاں بڑے بڑے قریش موجود ہیں۔ جب حضور نے ان کا یہ مطالبہ سنا جو رنگ و نسل اور قومیت کے حوالے سے بات کر رہے تھے پاس ہی حضرت ابو حذیفہؓ بیٹھے تھے جو عتبہ کے بیٹے تھے اور صحابی تھے انہوں نے درخوست پیش کی آقا اگر آپ اجازت دیدیں تو میری تلوار ہوگی اور سر میرے باپ کا ہوگا اور آپ کے قدم ہونگے۔ میں باپ کا سر لا کر آپ کے قدموں میں رکھ دوں گا لیکن رحمت دو عالم نے فرمایا کہ ابو حذیفہؓ تیرا جذبہ قابل تعریف ہے۔ تیری جانثاری اور خدا کاری قابل ستائش ہے لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ باپ کے مقابلے میں بیٹا جائے۔ اس کے بعد آپ نے تینوں انصاری صحابہ کو واپس بلایا اور اللہ اور رسول کے شیر حضرت حمزہؓ اور حیدر کرار حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت عبیدہؓ کو میدان میں بھیجا ان تینوں نے ان تینوں کافروں کو جہنم رسید کر دیا۔ اس سے بڑھ کر کیا محبت ہو سکتی ہے کہ حضرت ابو حزیفہؓ باپ کو قتل کرنے کیلئے اجازت طلب فرماتے ہیں وہ صرف نبی کریم ﷺ کی محبت تھی۔ ایمان کا تقاضا تھا ایسے دیوانے ایسے فرزانے ایسے پروانے چشم فلک نے اس سے قبل کب دیکھے ہوں گے۔

عروہ بن مسعود ثقفی جو صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش مکہ کی طرف سے سفیر بن کر آئے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ سے انکی طویل بات چیت ہوئی وہ دوران گفتگو صحابہ کرام کے رویہ کا جائزہ بھی لیتے رہے اور حالات کا اندازہ کرتے رہے۔ جب وہ واپس مکہ پہنچے تو صحابہ کے بارے میں کفار مکہ سے کہنے لگے۔ کہ اے قریش میں بڑے بڑے بادشاہوں کے یہاں گیا ہوں قیصرو کسریٰ اور نجاشی کے درباروں کو بھی دیکھا ہے اور ان کے آداب بھی دیکھے۔ میں خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کی جماعت اس کی ایسی تعظیم کرتی ہو جیسی محمد کی جماعت ان کی تعظیم کرتی ہے۔ اگر وہ تھوکتے ہیں تو جس کے ہاتھ پر پڑ جائے وہ اس کو بدن اور منہ پر مل لیتا ہے جو بات محمد کے منہ سے نکلتی ہے اس کے پورا کرنے کو سب ٹوٹ پڑتے ہیں ان کے وضو کا پانی زمین پر گرنے نہیں دیتے۔ اگر کسی کو قطرہ نہ ملے تو دوسرے کے تر ہاتھ سے مل کر اپنے منہ پر مل لیتا ہے۔ ان کے سامنے بولتے ہیں تو بہت نیچی آواز سے۔ ان کے سامنے زور سے نہیں بولتے ان کی طرف ادب کی وجہ سے نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے اگر ان کے سر یا داڑھی کا کوئی بال گرتا ہے تو اس کو تبرکاً" اٹھا لیتے ہیں اور اس تعظیم و احترام کرتے ہیں غرض میں نے کسی جماعت کو اپنے آقا کے ساتھ اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا۔ جتنی محمد کی جماعت ان کے ساتھ کرتی ہے۔ عروہ بن مسعود ثقفی ایک مدبر، جہان دیدہ صاحب الرائے آدمی تھے انہوں نے صحابہ کا گہرا جائزہ لیا۔ اس وقت یہ ایمان نہیں لائے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر یہ بھی ایمان لے آئے ذرا ان کے تجزیے کا جائزہ لے کر سوچئے کہ جس طرح صحابہ حضور نبی کریم کے عاشق یا پروانے تھے ایسی محبت میں شال پیش کیس جا سکتی ہے قطعاً" نہیں۔

بقیہ ۔ اسلام اخلاق سے پھیلا یا تلوار سے؟

کے متعلق کیا کہیں گے؟ کیا خدانخواستہ یہ بد اخلاقی کی دعوت ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں ہمارے نبی کریم ﷺ خود نبی السیف (تلوار والے نبی) تھے آپ خود نبی الملاحم (جنگوں والے نبی) تھے اور آپ مجسم اخلاق تھے اور آپ ﷺ ارشاد فرما گئے تا کہ کوئی جہاد کے مبارک عمل کو ترک نہ کر بیٹھے آپ نے ارشاد فرمایا۔

الجہاد ماض الی یوم القیمۃ

جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ (بخاری)

بقیہ ۔ امام ابو حنیفہ

حاصل کرتا ہوں لیکن پھر بھی اجتہاد ہمارا فرض ہے" استحسان امام ابو حنیفہؒ کے فقہی مذہب کا طرۂ امتیاز ہے۔ یعنی جب قیاس کے ذریعہ سے حاصل ہونے والا نتیجہ انصاف کے اصولوں پر پورا نہ اترے تو ایسی بات کو اختیار کیا جائے جو انصاف کے زیادہ نزدیک ہو یا جس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کی بہتری ہوتی ہو فقہ حنفی کا اصول استحسان اس لئے قابل تعریف ہے کہ اگر اس میں کوئی غلطی بھی ہو تو وہ بھی لوگوں کے فائدے کے لئے ہوتی ہے۔ اس کی ایک اور خوبی یہ بھی ہے کہ قیاس کی سی قانونی موشگافیاں نہ ہونے کے باعث اسے قرآن و سنت کی حقیقی روح کے قریب تر رکھا جا سکتا ہے۔ فقہ حنفی میں فتویٰ دیتے وقت لوگوں کو کم سے کم تکلیف دینے اور قوانین کو بتدریج نافذ کرنے کا طریقہ بھی اسی طرح مفاد عامہ ہی کی خاطر اختیار کیا گیا ہے۔ قاضی ابو یوسف اور امام محمد شیبانی آپ کے شاگردوں میں سے تھے جنہوں نے خصوصی شہرت حاصل کی۔ آپؒ کی قابل ذکر تصانیف اور تالیفات یہ ہیں۔ مسند ابی حنیفہ۔ الفقہ الاکبر۔ وصیہ اور بخاری فی الحیل۔

الکفر، وأنا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی، وأنا العاقب، والعاقب

الذی لیس بعده نبی. (متفق علیه) (مشکاۃ ص۵۱۵)

9:1 "Hazrat Jubair bin Mut'am, (Allah be pleased with him) says: I heard the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم saying, "Certainly there are some names for me; I am Muhammad, I am Ahmad, I am Mahi the obliterator as Allah shall blot out 'kufr' through me and I am 'Hashir', the gatherer of people who shall be resurrected at my feet and I am 'Aaqib' the last to come as there shall be no prophet after me".

(Mishkat, p.515).

In this Hadith there are two words that prove the fact of his being the last of all the Prophets. One is Al Hashir ("gatherer of people"). Hafiz Ibne Hajr comments on this word in Fath ul Bari as follows:

إشارة إلی أنه لیس بعده نبی ولا شریعة ..... فلما کان لا أمة بعد أمته

لأنه لا نبی بعده، نسب الحشر إلیه، لأنه یقع عقبه.

(فتح الباری ص۵۵۷ ج۶)

"This is an allusion towards the fact that there shall be neither any prophet nor any Shariat after him صلی اللہ علیہ وسلم So when there is no Ummah after his Ummah and no prophet after him, therefore Resurrection has been related to him and Resurrection shall certainly be held after his arrival.

(Fath ul Bari, Vol. 6, p.557).

The Prophet's second dignified name is Al Aaqib, i.e., 'the last to come'. This word is explicated by the Hadith itself, viz., "No prophet after him".

الذی لیس بعده نبی.

The subject matter of this Hadith is also related by the following Sahabah, (Allah be pleased with them).

9:2 Hazrat Abu Moosa Ash'ari, (Allah be pleased with him), in whose Hadith, the words are:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یسمی لنا نفسه أسماء. فقال أنا محمد

وأحمد والمقفی والحاشر ونبی التوبة ونبی الرحمة.

(صحیح مسلم ص۲۶۱ ج۲)

"Allah's Messenger, Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم enumerated to us some names for himself. So he said: I am Muhammad; I am Ahmad; I am Muqaffi, the last to come after all the Prophets; I am 'Hashir' (the gatherer of people on the Resurrection Day); I am the Prophet of repentance and the Prophet of mercy".

(Sahih Muslim, Vol. 2, p.261).

قال أنا محمد وأنا أحمد وأنا نبی الرحمة ونبی التوبة وأنا المقفی وأنا

الحاشر ونبی الملاحم.

(شمائل ترمذی ص۲۶، مجمع الزوائد ص۲۸٤ ج۸)

9:3 In the Hadith of Hazrat Huzaifah(Allah be pleased with him), the words are: The Prophet صلی اللہ علیہ وسلم said, "I am Muhammad; I am Ahmad; I am the Prophet of mercy and the Prophet of repentance; I am Muqaffi the last Prophet to come; I am Hashir (the gatherer of people, on Resurrection Day); and I am the Prophet of war (for the right cause)".

(Shamail Tirmizi p.26; Majmauz Zawaid,

أنا أحمد وأنا محمد وأنا الحاشر الذی أحشر الناس علی قدمی.

(مجمع الزوائد ص۲۸٤ ج۸)

9:4 The following words are mentioned in the Hadith from Hazrat Jabir bin Abdullah, (Allah be pleased with him): "I am Ahmad; I am Muhammad; I am Hashir the gatherer of mankind (on the Resurrection Day) as people will be gathered at my feet".

(Majmauz Zawaid, Vol. 8, p.284).

أنا أحمد ومحمد والحاشر والمقفی والخاتم.

(مجمع الزوائد ص۲۸٤ ج۸)

9:5 Hazrat Ibn-e-Abbas, (Allah be pleased with them), in whose narration there are these words: "I am Ahmad and Muhammad and the gatherer of people on the Resurrection Day and the last to come; and I am the seal (of the Prophets).

(Majmauz Zawaid, Vol. 8, p.284).

صلى الله عليه وسلم interpreted a dream the last part of which was:

وأما الناقة فهي الساعة علينا تقوم لا نبي بعدي ولا أمة بعد أمتي .

(خصائص کبری سیوطی ص۱۷۸ ج۲)

"But the female camel which you saw lifting me up is the Resurrection Day, which will set upon us; no prophet after me and no Ummah after my Ummah".

(Khasais-e-Kubra Sayoti, Vol. 2, p.178).

عن أبي ذر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أبا ذر أول الرسل آدم وآخرهم محمد .

(کنز العمال ص۴۸۰ ج۱۱ حدیث نمبر۳۲۲۶۹)

7:19 "Hazrat Abu Zar, (Allah be pleased with him) relates that Allah's messenger Muhammad صلى الله عليه وسلم said: O Abu Zar the first Prophet among the prophets is Adam (Peace be on him) and the very last Prophet is Muhammad".

(Kanzul Ummal, Vol. 11, p.480, Hadith No.32269).

عن أيوب بن موسى يرفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم: "إني بعثت فاتحا وخاتما"

(ابن أبي شيبة (ص۵۰۰ ج۱۱)

7:20 "Ayub bin Moosa (Allah be pleased with him) relates a Hadith that the Prophet صلى الله عليه وسلم said, 'I have been sent as the victorious and the last Prophet'".

(Ibne Abi Shaibah, Vol. 11, p.500).

HADITH (8)

IF THERE COULD BE A PROPHET THAT WOULD HAVE BEEN UMAR

عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان بعدي نبي لكان عمر بن الخطاب .

(ترمذی ص۲۰۹ ج۲)

8:1 It is narrated by Uqba bin Aamer, (Allah be pleased with him) that Allah's Messenger Muhammad صلى الله عليه وسلم said, "If there could ever be a prophet after me, indeed Umar bin Khattab would have been such".

(Tirmizi, Vol. 2, p.209).

8:2 The above Hadith is also related by Hazrat Abu Saeed Khudri, (Allah be pleased with him).

(Fath ul Bari, Vol. 7, p.51, and Majmauz Zawaid, Vol. 9, p.68).

8:3 *Majmauz Zawaid, Vol. 9, p.68,* also contains this Hadith, related by Asmah bin Malik, (Allah be pleased with him).

The word " لو " with which the foregoing Hadith starts in Arabic and is translated into English by the word, "if", is grammatically in 'Subjunctive Mood' which denotes a supposition which is impossible. The word " لو " is used in Arabic language in those situations where a supposition or wish is expressed which is impossible to happen. Therefore, the sense of this Hadith is that despite Hazrat Umar's perfect worthiness for the status of prophethood he could never be a prophet because prophethood was an impossible occurrence after Muhammad.

Imam Rabbani, Mujaddid Alf Thani says:

"The Prophet صلى الله عليه وسلم... has spoken for the eminence of Hazrat Umar Farooq, (Allah be pleased with him), that "If there could ever be a prophet after me indeed Umar Khattab would have been such". It means that Hazrat Umar Khattab, (Allah be pleased with him), has all the requisites and excellences necessary for prophethood but he was not honoured with (the good fortune of) prophetic status because this (dignified) rank stood terminated (ipso-facto) on Khatam ur Rusul". صلى الله عليه وسلم

(Maktub No. 24, Vol. 3, p.23).

HADITH (9)

I AM 'HASHIR', I AM 'AAQIB' I AM 'MUQAFFI'

عن جبير بن مطعم رضي الله عنه قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول أن لي أسماء ، أنا محمد ، وأنا أحمد ، وأنا الماحي الذي يمحو الله بي

هذا محمد خاتم النبيين . (المواهب اللدنية ص١٧ ج٢)

7:12 "Hazrat Abu Sa'eed, (Allah be pleased with him) related in Hadith-e-Meraj: Then he صلی اللہ علیہ وسلم .... proceeded till he arrived in Baitul Maqdis; then he alighted; and fastened his horse to a rock; then he entered and offered 'salat' along with angels. (When prayers were finished) the angels asked, "O, Jibreel; Who is this with you"? He replied, "This is Muhammad Khatamun Nabieen".

(Al Mawahib ul Laduniya, Vol. 2, p.17).

عن علي رضى الله عنه في شمائله صلى الله عليه وسلم وبين كتفيه خاتم النبوة وهو خاتم النبيين. (شمائل ترمذی ص۳)

7:13 "Hazrat Ali, (Allah be pleased with him) describing virtues of the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم says: "Between his shoulders was the signet of prophethood and he صلی اللہ علیہ وسلم was Khatamun-Nabieen".

(Shamail-e-Tirmizi, p.3).

عن ابن عباس في حديث الشفاعة: فيأتون عيسى فيقولون اشفع لنا إلى ربنا حتى يقضي بيننا فيقول إني لست هناكم أني اتخذت وأمي إلهين من دون الله ولكن أ رأيتم لو أن متاعاً في وعاء قد ختم عليه أ كان يوصل إلى ما في الوعاء حتى يفض الخاتم فيقولون لا، فيقول فإن محمداً صلى الله عليه وسلم قد حضر اليوم . (مسند أبو داود طيالسي ص:٣٥٤)

7:14 "Hazrat Ibne Abbas, (Allah be pleased with them), relates in Hadith Shafa'at that people (on the Resurrection Day, after having approached Hazrat Adam, Hazrat Nooh, Hazrat Ibrahim, Hazrat Moosa) (Allah's peace on them all), will go to Hazrat Isa, (peace be upon him), (requesting him to intercede). He will have this excuse, "I am not capable for it because my mother and I were deified besides Allah". Then he will say, "Alright, tell me, if there is something (placed) inside a container whose lid is sealed, is it possible to reach up to what is inside the container, unless the seal is broken"? They (i.e., the people) will reply in the negative. Then he will tell them, "Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم is present here today, go to him".

(Musnad Abu Dawood Tyalisi, p.354).

The purpose of Hazrat Isa, (peace be on him), from this simile is that the holy Prophet صلی اللہ علیہ وسلم is Khatamun Nabieen, i.e., the seal of the Prophets. Therefore until such time as this seal is not removed and his intercession is not started, other prophets cannot intercede on their own; nor can intercession come forth from any prophet. For this reason, Hazrat Isa (peace be on him) advised the people to approach the holy Khatamun Nabieen صلی اللہ علیہ وسلم to have the prophetic seal opened and get the process of prophetic intercession commenced. Then alone could any other prophet intercede.

عن أبي أمامة الباهلي عن النبي صلى الله عليه وسلم .... قال أنا آخر الأنبياء وأنتم آخر الأمم . (ابن ماجه ص۲۹۷)

7:15 "From Abu Amamah-al-Bahli, (Allah be pleased with him): The Prophet صلی اللہ علیہ وسلم said I am the last Prophet and you are the last Ummah".

(Ibne Majah, p.297).

7:16 Hazrat Abu Quteela, (Allah be pleased with him), relates a Hadith that the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم said in his sermon spoken on the occasion of Hajjat ul Wida:

لا نبي بعدي ولا أمة بعدكم

(مجمع الزوائد ص۲۷۳ ج۳، كنز العمال ص۹٤۷ ج۱۵ حديث نمبر ٤٣٦٣٨)

"No prophet after me and no Ummah after you"

(Majmauz Zawaid, Vol. 3, p.273; Kanzul Ummal Vol. 15, p.947, Hadith No.43638).

7:17 Imam Behaqi relates a Hadith from Hazrat Zahak bin Nofil, (Allah be pleased with him) in *Kitab Ur Roia.:*

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نبي بعدي ولا أمة بعد أمتي . (ختم نبوت كامل ص۲۷۲)

"Allah's messenger Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم said: "No prophet after me and no Ummah after my Ummah"

(Khatme Nubuwwat Kamil, p.272).

7:18 Tibrani and Behaqi have related a Hadith from Ibne Zumail Johani (Allah be pleased with him), in which the Prophet

ISLAMIC BELIEF OF FINALITY OF PROPHETHOOD

Part 3

by Maulana Muhammad Yusuf Ludhianvi

Translated by K.M. Salom

7:10 "Hazrat Abu Hurairah, (Allah be pleased with him) relates a saying of the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم that when Allah, the Exalted, created Adam (peace be on him), He put Adam's progeny to test and made him behold the excellence of some over others; then Adam saw a ray of light flashing up below them (i.e., his progeny), he asked: "O Preserver, who is this"? Allah said, "This is your son Ahmad, he is the first and he is the last and he is the first intercessor and his will be the first intercession which shall be granted consent."

(Kanzul Ummal, Vol. 11, p.437, Hadith No. 32056).

عن أبى هريرة رضى الله عنه فى حديث الإسراء: وأن محمدا صلى الله عليه وسلم أثنى على ربه فقال كلكم أثنى على ربه وأنا مثن على ربى الحمد لله الذى أرسلنى رحمة للعالمين وكافة للناس بشيرا ونذيرا وأنزل علىّ القرآن فيه تبيان كل شئ وجعل أمتى خير أمة أخرجت للناس وجعل أمتى وسطا وجعل أمتى هم الأولون وهم الآخرون وشرح لى صدرى ووضع عنى وزرى ورفع لى ذكرى وجعلنى فاتحا وخاتمًا -فقال إبراهيم صلى الله عليه وسلم بهذا فضلكم محمد صلى الله عليه وسلم-

(مجمع الزوائد ص٦٩ ج١)

7:11 "From Abu Hurairah, (Allah be pleased with him), it is related in Hadith-e-Meraj that (in the gathering of the Prophets, صلی اللہ علیہ وسلم by way of affirming Allah's blessings, the Prophets صلی اللہ علیہ وسلم eulogized and praised the Almighty Allah) and Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم also praised his Preserver and said, addressing other Prophets: "You have praised your Preserver and now I eulogize my Preserver in these words: All praise to Allah Who made me as Mercy for the worlds, an Apostle of good news (for those doing good deeds) and carrying warnings (for those doing evil deeds) and sent down the Quran on me in which there is information about every (important) matter (of Deen) and made my Ummah the best Ummah, brought forth for the welfare of the people and made my Ummah a moderate Ummah and made my followers (such as they are) the first and the last and opened for me my heart and removed my (heavy) load from me and **exalted my mention for my sake and made me the opener and the terminator." Hearing this Hazrat Ibrahim, (Allah's peace be upon him), addressing the gathering of venerable prophets (Peace be upon them), said, "It is because of all these matters that Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم has taken precedence over all of you."**

(Majmauz Zawaid, Vol. 1, p.69).

فقال له ربه تبارك وتعالى قد اتخذتك خليلا وهو مكتوب فى التوراة محمد صلى الله عليه وسلم حبيب الرحمان وأرسلتك إلى الناس كافة وجعلت أمتك هم الأولون وهم الآخرون.... وجعلتك فاتحا وخاتما.

(أيضا ص٧١ ج١)

"It is also narrated in the same Hadith-e-Meraj that Allah the Exalted and Glorious said to Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم Surely I have taken you as my true friend and that is written in Tourat (Torah) that Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم is Rahman's (Allah's) loved-one and I sent you as the Prophet for the entire mankind and made your Ummah such as they are the first and they are the last ..... and made you first among the prophets, creation-wise, and last of them in the chain of Prophethood".

(Majmauz Zawaid, Vol. 1, p.71).

عن أبى سعيد رضى الله عنه فى حديث الإسراء:

ثم سار حتى أتى بيت المقدس فنزل فربط فرسه إلى صخرة ثم دخل فصلى مع الملائكة فلما قضيت الصلاة قالوا يا جبريل من هذا معك؟ قال

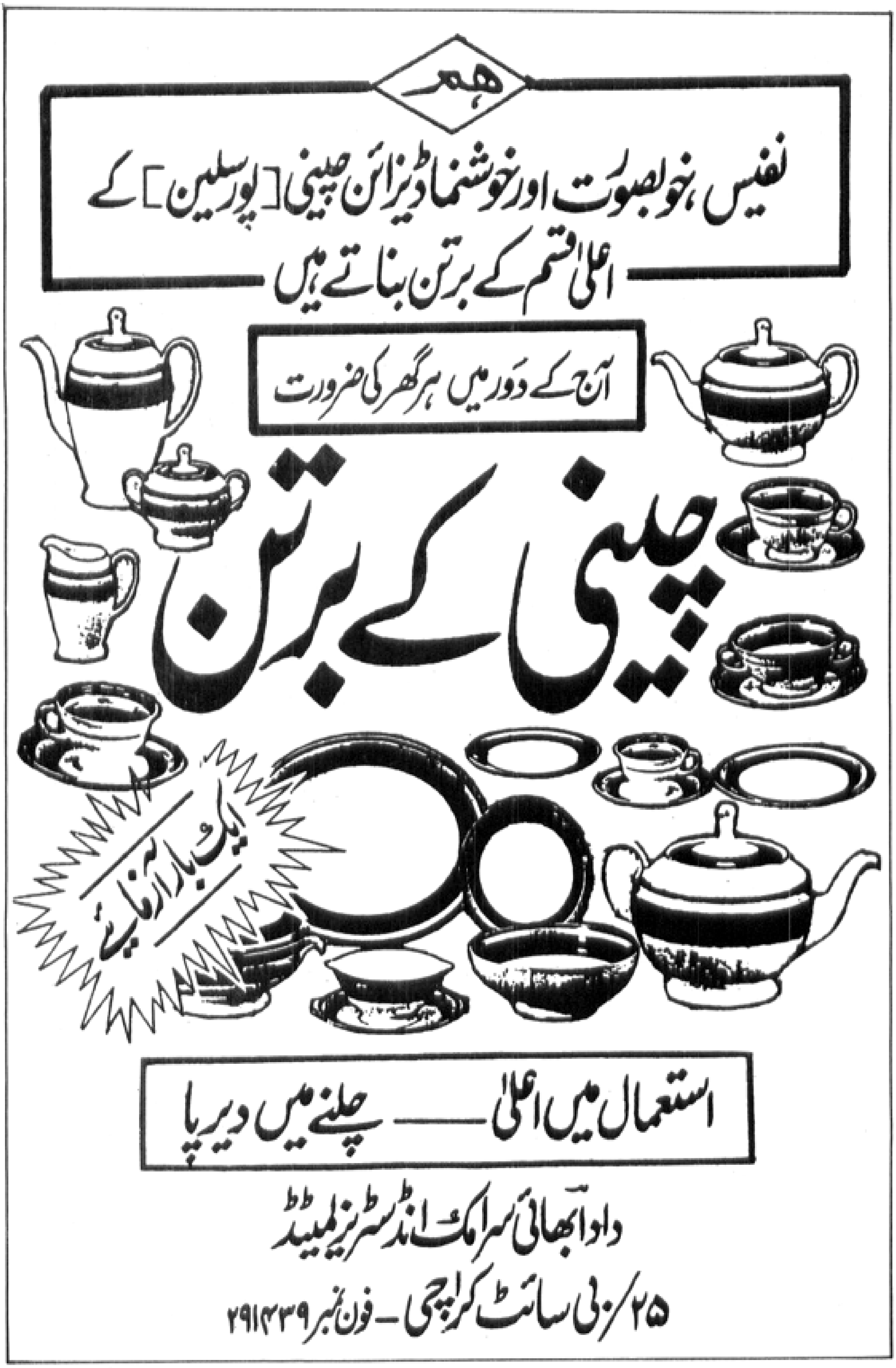
ہم
نفیس، خوبصورت اور خوشنما ڈیزائن چینی [پورسلین] کے
اعلیٰ قسم کے برتن بناتے ہیں
آج کے دور میں ہر گھر کی ضرورت
چینی کے برتن
ایک بار آزمائیے
استعمال میں اعلیٰ ——— چلنے میں دیرپا
دادا بھائی سرامک انڈسٹریز لمیٹڈ
۲۵/بی سائٹ کراچی — فون نمبر ۲۹۱۴۳۹

دسویں عالمی

عظیم الشان

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے زیرِ اہتمام

سالانہ

ختمِ نبوّت کانفرنس

برمنگھم

مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۹۵ء بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ بیلگریو روڈ برمنگھم صبح ۹ بجے تا شام ۷ بجے

بروز اتوار

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب مدظلہ امیر مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلۂ ختمِ نبوت • حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام • مسئلۂ جہاد • قادیانیت کے عقائد و عزائم • مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور اُن کی دہشت گردی ◎ کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9 9 ایچ زیڈ یوکے فون 071-737-8199